علامہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸ھ/۴۶۳ھ) کی کتاب
الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء کے حصّہ
فضائل
امام شافعی رضی اللہ عنہ
(۱۵۰ھ/۲۰۴ھ)
کا ترجمہ
مترجم
محمد حامد رضا برکاتی مصباحی
فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۳۶۸ھ/۴۶۳ھ) کی کتاب

"الإنتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء"

کے حصہ

فضائل امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵۰ھ/۲۰۴ھ)

کا ترجمہ

مترجم

محمد حامد رضا برکاتی مصباحی

ناشر:

نام کتاب:	فضائلِ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تالیف:	علامہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
	۳۶۸ھ/۴۶۳ھ
ترجمہ:	محمد حامد رضا برکاتی مصباحی
تصحیح:	مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی
	استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
کمپوزنگ:	پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارکپور، اعظم گڑھ
صفحات:	۶۴
تعداد اشاعت:	۱۱۰۰
قیمت:	....
سن اشاعت:	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق فروری ۲۰۱۷ء

---(ناشر)---

فہرست مضامین

تقریظِ جلیل

از: حضرت مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی
استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ازہرِ ہند جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے شاہین صفت طلبہ کا تحقیق و تخریج، تصنیف و تالیف اور مقالہ نگاری کے شانہ بہ شانہ ترجمہ نگاری جیسے مشکل، صبر آزما اور خار دار میدان میں بھی ایک نمایاں مقام ہے۔ اب تک متعدّد کتابیں مصباحی اہلِ قلم کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں اور مسلسل اس میں اضافہ بھی ہو رہا ہے، باضابطہ ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے فرزندانِ اشرفیہ کا یہ زریں کارنامہ اور تاریخی اقدام صیغۂ راز میں ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے، اس کا عربی زبان میں اصل نام یہ ہے: ”الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء“ اس کتاب میں ائمۂ ثلاثہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم) کے احوال و کوائف زیبِ قرطاس کیے گئے ہیں۔

محبِ گرامی قدر مولانا محمد حامد رضا مصباحی متعلّم جامعہ اشرفیہ مبارک پور (فضیلت سالِ اخیر ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء) نے اس حصے کا ترجمہ کیا ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات سے متعلق ہے۔ اس کتاب کے مصنف ”امام المحدثین علامہ ابن عبد البر مالکی علیہ الرحمۃ“ ہیں، انھوں نے انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے اہم واقعات معتبر روایات سے تحریر کیے ہیں۔ اور ان کے احوال و کوائف تحصیلِ علم، استنباط مسائل، علوم و فنون میں مہارت اور حکمت و دانائی سے لبریز اقوال کو اس کتاب کی زینت بنایا ہے جس نے کتاب کی اہمیت و

افادیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اس کتاب سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے تھے جو عربی زبان و ادب میں مہارت رکھتے ہوں، لیکن اب مولانا موصوف نے اسے اردو زبان کا جامہ پہنا کر اردو داں حضرات کے لیے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات اور ان کی شبانہ روز مساعی سے واقف ہونے کا ذریعہ فراہم کر دیا ہے۔ ترجمہ سلیس، آسان اور رائج اردو امثال و محاورات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مندرجات کا مکمل لحاظ کیا ہے، اور اس بات کا مکمل پاس و لحاظ ہے کہ صرف زبان بدل جائے اور کتاب اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ قاری کے سامنے ہو۔

مولانا محمد حامد رضا مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ہونہار، ذی استعداد اور محنتی طالب علم ہیں، میری معلومات کے مطابق یہ ان کی پہلی قلمی کاوش ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، ان کے قلم میں پختگی اور استحکام عطا فرمائے اور مزید دینی و ملی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبك سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

محمود علی مشاہدی مصباحی
جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ
۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
۳/ فروری ۲۰۱۷ء

پیشِ لفظ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس دنیا سے روپوش ہوجانے کے بعد امت کی زمام قیادت ان اجلہ صحابۂ کرام نے سنبھالی جو صحبت نبوت کی برکت سے تفقہ فی الدین میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ انھوں نے اپنی فقاہت اور نصرت خداوندی سے نت نئے مسائل حل کیے، اور اس عظیم فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

صحابہ کے بعد تابعین وتبع تابعین کا دور آیا جس میں ایک سے بڑھ کر ایک صاحبان علم وفن تھے، جنھوں نے فقہ واجتہاد میں طبع آزمائی کی مگر انھیں قبولِ عام حاصل نہ ہوسکا اور فقہ وافتا کا باب چار مذاہب میں منحصر ہوگیا۔ جو مذہب حنفی، مذہبِ مالکی، مذہبِ شافعی اور مذہب حنبلی کے نام سے چہار دانگ عالم میں مشہور ومعروف ہیں۔ تمام بانیانِ مذاہب نے اپنے فقہ واجتہاد کے ذریعہ مسائل کی گتھیاں سلجھائیں اور امت کو درپیش مسائل ومعاملات میں حق کی رہنمائی کی۔ اسی سلسلۂ امامت اور فقہ واجتہاد کی ایک کڑی امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

پیشِ نظر رسالہ امام مجتہد محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ایک مختصر مجموعہ ہے جو علامہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "الإنتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء" کا ایک جز ہے۔ آپ نے اس کتاب میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک بن انس اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے فضائل ومناقب اپنے شیوخ سے روایت کر کے سند کے ساتھ بیان کیے ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب فضائل ائمۂ ثلاثہ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب کے حصۂ "فضائل امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" میں آپ

کی پوری زندگی کے جملہ احوال وکوائف بڑے ہی ایجاز واختصار کے ساتھ جمع کیا ہے۔

نام و نسب، ولادت و سکونت، تحصیلِ علم، فضل و کمال، اخلاق و مروت، جود و سخا وغیرہ احوال پر جامع روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی واضح کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتباعِ سنت، حفظ احادیث وغیرہ امور خیر پر لوگوں کو مسلسل برانگیختہ کرتے رہتے اور اصحابِ کلام وبدعت سے سخت نفرت وبے زاری رکھتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف وتوصیف میں علما وائمہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک قول مذکور ہے:

"كان الشافعي كالشمس للدنيا وكالعافية للبدن" "ما صليت صلاة منذ أربعين سنة الا وانا ادعو للشافعي" امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا کے لیے سورج کے مانند تھے اور بدن کے لیے عافیت کے مثل تھے، چالیس سالوں سے مسلسل ہر نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں ایک فقیہ و محدث تھے وہیں فصاحت وبلاغت اور ادب وحکمت پر بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کثیر حکیمانہ و ادیبانہ اقوال جمع کیے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند اقوال پیش ہیں:

(۱)- "رياضة ابن آدم اشد من رياضة الدوابّ" انسان کو راہِ راست پر لانا جانوروں کو سدھانے سے مشکل ہے۔

(۲)- "المخدوع من اغتر بالأماني" فریب خوردہ وہ ہے جو خواہشات سے فریب کھا جائے۔

چوں کہ اس کتاب کے تین حصے تھے، ایک حصہ (فضائل امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ترجمہ راقم نے کیا اور بقیہ دونوں حصوں (فضائل امام اعظم اور فضائل امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا ترجمہ علی الترتیب مولانا سراج احمد مصباحی سہرسا اور مولانا داؤد علی مصباحی گیاوی نے کیا ہے۔

ترجمہ میں زیادہ تر مفہوم کی ادائگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اصل کتاب میں متعدّد مقامات پر علامہ عبد الفتاح ابو غدّہ کے حواشی بھی تھے لیکن بیش تر حواشی تصحیح الفاظ اور نسخوں کے اختلاف پر مبنی

تھے جن کی اس ترجمہ میں کوئی ضرورت نہیں تھی اس لیے سب کا ترجمہ نہ کر کے ضروری حواشی کو ہی داخل ترجمہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے سارے مشمولات سند کے ساتھ مروی ہیں مگر پوری سند کا ترجمہ نہ کر کے محض اسماے رجال کو ذکر کیا گیا ہے اور امتیاز کے لیے ہر دو راویوں کے درمیان ڈیش (-) لایا گیا ہے۔

اخیر میں اپنے ان احباب و مخلصین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اس کام میں قدم قدم پر ہماری رہنمائی کی۔ سب سے پہلے میں ممنون ہوں انجینئر سید فضل اللہ چشتی صاحب کا جنھوں نے ہم طالبانِ علومِ نبویہ کو اس کارِ عظیم کے لائق سمجھا اور اس کی طباعت کا ذمہ لیا۔ سراپا مشکور ہوں استاذ گرامی حضرت مولانا و مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی صاحب قبلہ کا جنھوں نے اپنے قیمتی اوقات سے ایک حصہ اس کتاب کی نذر کیا اور پوری کتاب دوبار پڑھ کر مناسب تصحیح فرمائی اور دورانِ ترجمہ مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہے نیز ایک وقیع تقریظ سے اس کا حسن دوبالا کیا۔ مولانا عبد المبین مصباحی شراوستی اور مولانا محمد فیض برکاتی مصباحی بستوی (متعلّم جامعہ اشرفیہ مبارک پور، عالمیت سالِ اخیر ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء) کا بھی شکر گذار ہوں کہ انھوں نے کتاب کی تبییض و پروف ریڈنگ میں میری مدد کی۔

راقم نے ترجمۂ کتاب میں بقدرِ وسعت درستگی کا لحاظ کیا ہے پھر بھی خطا کا امکان ہے اس لیے اگر کوئی صاحب غلطی و خطا پر مطلع ہوں تو ضرور اطلاع دیں ہم ان کے ممنون ہوں گے۔ اور ان شاء اللہ اگلی طباعت میں تصحیح کر دی جائے گی۔

فالحمد لله علىٰ ذٰلك و الصلاة و السلام علىٰ حبيبه و آله اجمعين.

محمد حامد رضا برکاتی مصباحی
متعلّم: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
ساکن: مقام و پوسٹ بلہا، ضلع بلرامپور (یوپی)
Mob: 9005760650

۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
مطابق ۴/ فروری ۲۰۱۷ء
بروز شنبہ

تعارف مؤلف:

حضرت علامہ حافظ ابن عبد البر مالکی قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام: یوسف بن عبداللہ۔

کنیت: ابو عمر۔

نسب: یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم۔

ولادت: ۲۵/ ربیع الآخر ۳۶۸ھ بمقام قرطبہ، اندلس (اسپین) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد فقیہ قرطبہ عبداللہ بن محمد کی بار گاہِ فیض میں پائی۔ والدِ گرامی کی وفات کے بعد دانیہ، اشبون، مشترین، ملبنیہ اور شاطبہ وغیرہ مختلف مراکز علون وفنون کا سفر کر کے اکابر علما و مشائخ سے اخذ علم کیا اور بیشتر علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔

شیوخ و اساتذہ: چند شیوخ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

ابو زکریا اشعری، ابو سعید نصر، ابو عمر احمد بن حسور، ابو زید عبد الرحمٰن بن یحییٰ، خلف بن قاسم، عبداللہ بن محمد جہنی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

فضل و کمال: آپ تفسیر، حدیث، فقہ، قراءت، ادب و بلاغت اور فن تاریخ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ فقہ و فتاویٰ میں کامل دست گاہ کی وجہ سے اشبون اور مشترین کا عہدۂ قضا آپ کے سپرد ہوا، مشرقی ممالک میں جو امتیازی شان اور مقام و مرتبہ خطیب بغدادی کو حاصل تھا اسی مقام پر مغربی ممالک میں ابن عبد البر فائز تھے۔ اندلس کے سب سے بڑے عالم دین، فقید المثال فقیہ اور عالی مرتبت حافظ حدیث تھے، بڑے بڑے امرا و حکام آپ کی جلالتِ علمی کی وجہ سے سر تعظیم خم کر دیا کرتے تھے۔

ایک مدت تک مغربی اندلس میں علم وفضل کے گوہر لٹائے پھر مشرقی اندلس میں تشنگانِ علومِ نبویہ کو اپنے بحرِ علم سے سیراب کیا۔

آپ کی مدح میں علما کے اقوال:

امام ذہبی نے فرمایا: "كان إماما دیّنًا، ثقةً متقنًا، علامةً متبحّرًا، صاحب سنةٍ واتباع بلغ رتبة أئمة المجتهدين." "آپ دیانت دار امام، صاحب ضبط ثقہ، متبحر عالم دین، متبع سنت اور درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔

امام ابن حزم نے فرمایا: "وكان مع تقدمه فی علم الأثر وبصره بالفقه ومعاني الحديث له بسطة كبيرة فی علم النسب والخبر." "علم اثر، حدیث اور فقہ میں بصیرت کے ساتھ ساتھ علم انساب اور تاریخ میں ید طولیٰ کے مالک تھے۔

تصنیف و تالیف: پوری زندگی تصنیف و تالیف سے وابستہ رہے، تقریبًا ستاون کتابیں خلق خدا کی نذر کیں۔ چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

(١)-الإستيعاب في معرفة الأصحاب. (٢)- الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار. (٣)- التمهيد لما فی مؤطا من المعاني والأسانيد. (٤)- الشواهد فی اثبات الخبر الواحد. (٥)- الإنتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء.

آخر الذکر کتاب امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل پر مشتمل ایک مستند کتاب ہے، اس کے ایک جز کا ترجمہ بنام "فضائلِ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

وفات: اندلس کے ایک شہر شاطبہ میں بعمر ۹۵/ سال، ربیع الآخر ۴۶۳ھ میں وفات پائی۔

ماخذ:- "سير أعلام النبلاء للذهبي" و"الإستذكار" ترجمة المؤلف

نسب، ولادت اور سکونت

فقہا، محدثین اور علم انساب کے ماہرین کا اتفاق ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

"محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قُصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ"

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلۂ نسب عبد مناف بن قصی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے:

"محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔"

امام شافعی کو شافعی، شافع کی طرف منسوب کر کے کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاشمی ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطلبی ہیں؛ کیوں کہ ہاشم و مطلب دونوں بھائی اور عبد مناف کے بیٹے ہیں۔

آپ کی ولادت شام کے علاقے میں ۱۵۰ھ میں ہوئی اور اسی سال امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا۔

خلف بن قاسم- حسن بن رشیق- ابو بکر محمد بن رمضان بن شاکر حمیری و محمد بن یحییٰ فارسی- محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "میں بمقام غزہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوا، اور جب میں دو سال کا ہوا تو میری ماں مجھے مکہ لے آئیں۔"

خلف بن قاسم- حسن بن رشیق- عبید اللہ عمر عمری تمیمی- حسن بن محمد بن صباح زعفرانی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹۵ھ میں ہمارے پاس بغداد تشریف لائے[1] اور دو

(1) سفر بغداد میں ہی ابن مہدی نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا، اس کے جواب میں آپ نے "الرسالة" کی تالیف فرمائی اور "الحجة" بھی اسی سفر میں لکھا۔ ابو ثور، احمد، زعفرانی اور ابو عبدالرحمٰن نے بغداد میں آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے علم حاصل کیا۔

سال قیام کرنے کے بعد مکہ چلے گئے۔ دوبارہ ۱۹۸ھ میں بغداد آئے [1] اور چند ماہ قیام کے بعد مصر چلے گئے [2] اور مصر ہی میں وصال فرمایا، آپ مہندی کا خضاب استعمال کرتے تھے اور عارض ابھرے ہوئے نہ تھے۔

ابویحیٰ زکریا بن یحیٰ بن عبد الرحمٰن ساجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے عبد اللہ بن محمد سے نقل کر کے فرمایا: شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطلبی تھے، آپ کی والدہ ماجدہ قبیلۂ "بنوازد" سے تعلق رکھتی تھیں، آپ مکہ میں رہتے تھے، وہاں سے مکہ کی نشیبی وادی مقام "شنیہ" میں آیا کرتے تھے اور آپ کی شریکِ حیات (جو آپ کی ام ولد تھیں) کا نام حمدہ بنت نافع بن عنبسہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

حسن بن رشیق-علی بن موسیٰ مرادی-ابوالیمن یاسین بن زُرارہ قتبانی حمیری: جب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مصر کو شرف بخشا تو میرے دادا ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (اور میں بھی ان کے ساتھ تھا) اور اپنے پاس قیام کی درخواست کی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں اپنے ازدی ماموؤں کے پاس قیام کرنا چاہتا ہوں اور وہیں قیام پذیر ہوئے۔

---

(1) اس آخری آمد پر "کرابیسی" مکمل دو مہینے آپ کی معیت و صحبت میں رہے، انھوں نے آپ سے ان کی کتابوں کی فرمائش کی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: زعفرانی کی کتابیں لے کر انھیں کو نقل کر لو، میں تمھیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ کی اجازت پر کرابیسی نے زعفرانی سے کتابیں لے لیں۔ اس واقعہ کو رامہرمزی نے زعفرانی اور داؤد سے روایت کیا ہے۔

اس سے پہلے طالبِ علمی کے زمانے میں جب آپ کو ۱۸۴ھ میں بعض علویوں کے ساتھ یمن سے نکال دیا گیا تو آپ عراق تشریف لائے تھے، اسی سفر میں آپ نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجتہاد کے طریقے ازبر کیے اور علم فقہ کی تکمیل کی۔

(2) ورود مصر کے سلسلے میں روایتیں مختلف ہیں:

(۱) حرملہ نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصر ۱۹۹ھ میں تشریف لائے۔

(۲) ربیع کا قول ہے: ۲۰۰ھ میں آئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایتوں کے درمیان اس طور پر تطبیق دی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹۹ھ کے اخیر میں مصر آئے تھے [جنھوں نے کسر کو شمار نہیں کیا ۱۹۹ھ کا قول کیا اور جس نے کسر کو بھی شمار کیا وہ ۲۰۰ھ کے قائل ہوئے] ۱۲

طلب علم اور اس کے لیے سعی پیہم

احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی–عبد اللہ بن محمد بن علی–اسلم بن عبد العزیز–مزنی و محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع حدیث کے شوق میں امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: "میں آپ سے "مؤطا" کا درس لینا چاہتا ہوں" امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میرے کاتب خبیب کے پاس جاؤ وہی اس کی قراءت کے ذمے دار ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ مجھ سے چند صفحات سماعت فرمالیں، اگر آپ کو میری قراءت اچھی لگی تو پڑھوں گا ورنہ نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: پڑھو، اجازت ملنے کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھنے لگے، کچھ صفحات پڑھنے کے بعد (امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیبت سے) پڑھنا بند کر دیا تو ان کی خوبی قراءت اور حسن اعراب کو پسند فرما کر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے جوان! اور پڑھو، چند صفحات پڑھنے کے بعد پھر خاموش ہوگئے تو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اور پڑھو، یہاں تک کہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پوری "مؤطا" پڑھ لی۔

مزنی اور ابن عبد الحکم فرماتے ہیں: اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "أخبرنا مالك" فرماتے ہیں۔

خلف بن قاسم–حسن بن رشیق–ربیع بن سلیمان مؤذن فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "مؤطا" یاد کرنے کے بعد میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اپنے ساتھ کسی آدمی کو لاؤ جو تمھاری قراءت کی سماعت کرے۔ میں نے عرض کیا: حضور! آپ ہی سماعت فرمالیں، اگر آپ پر گراں گزرے گا تو کسی کو ساتھ لے آؤں گا، تو مجھ سے فرمایا: پڑھو، تو میری قراءت آپ کو پسند آئی آپ نے فرمایا: پڑھتے رہو، یہاں تک کہ میں نے پوری "مؤطا" پڑھ لی۔[1]

---

(1) یہ واقعہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یمن کوچ کرنے سے پہلے ۱۶۳ھ کا ہے اس وقت آپ تیرہ سال کے تھے۔ جیسا کہ متعدّد روایتوں سے ثابت ہے۔ یمن جانے کے وقت آپ کی عمر سترہ برس تھی، عراق جانے تک وہاں قیام پذیر رہے،=

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن یحییٰ فارسی - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا، مجھ پر ان کا سماع حدیث کا احسان ہے، اور فرمایا: امام محمد بن حسن کے علاوہ جس عالم سے بھی کوئی دقیق فقہی وعلمی سوال کیا گیا، میں نے اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے۔[1]

خلف بن قاسم - حسن - محمد بن رمضان - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بچپن میں جب طلب علم کا شوق بیدار ہوا تو تنگ حالی دامن گیر تھی اس لیے میں کچہری جاتا اور ردّی کاغذات تلاش کرتا اور ان پر لکھتا تھا۔

= یمن میں رہائش کے دوران حج کے لیے مکہ جایا کرتے تھے، اخذ علم کے لیے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اوائل عمر میں اختیار کی تھی یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مؤطا" کی مرویات کے علاوہ کچھ روایتیں امام مالک سے تین واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۲

(1) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: مدینہ شریف میں فقہ کی ریاست امام مالک تک باقی رہی، لہذا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی بارگاہ تک رسائی کی اور اخذ علم کیا، اور عراق میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ختم ہوگئ تو امام شافعی نے آپ کے تلمیذ رشید محمد بن حسن شیبانی سے اخذ علم کیا یہاں تک کہ عراق کی تمام چیزیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کر لیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ حدیث اور قیاس کے جامع ہو گئے، پھر آپ نے اس علم میں غور وفکر کیا اور کچھ تصرف کر کے قواعد کی بنیاد رکھی اور اصول قائم کیے اور موافق ومخالف سب آپ کے مطیع وفرماں بردار ہو گئے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عطیہ کے ذریعہ آپ کی مدد فرماتے، پچاس اور کبھی اس سے بھی زائد دنانیر آپ کو دیا کرتے تھے۔ ایسا ہی ابو عبیدہ وغیرہ سے مروی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی سے شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مۂ علم کامل ہوا، آپ ہی کی بارگاہ تربیت کا فیض پا کر وہ میدان علم کے ایک عظیم شہ سوار بن گئے، پھر مکہ آکر فیضان علم عام کرنے لگے۔

آپ کی ملاقات امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نہیں ہوئی لیکن ان سے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ "الأمّ" و"مسند الشافعي" میں ہے:

أنبأنا محمد بن الحسن عن يعقوب بن إبراهيم عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "الولاء لحمة كلحمة النسب لا يباع ولا يوهب". ١٢

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف وتوصیف میں ان کے معاصر علما کے اقوال

(۱) سفیان بن عیینہ: اسماعیل بن اسحاق نصری استجی-حماد بن شقران-ابو سعید بن اعرابی-تمیم بن عبداللہ رازی-سوید بن سعید نے فرمایا: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس حاضر تھے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو ابن عیینہ نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا: "شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے جوانوں میں سب سے افضل ہیں۔"

سوید بن سعید سے مروی ہے، فرمایا: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھے کہ ایک شخص شافعی کی موت کی خبر لے کر آیا اور کہا کہ شافعی وفات پا گئے تو ابن عیینہ نے فرمایا: اگر محمد بن ادریس وفات پا گئے تو وہ اپنے زمانے کے سب سے افضل شخص تھے۔ (1)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد ہمدانی-یوسف بن یعقوب نجیری-ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن عبدالرحمن ساجی-عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا: سفیان بن عیینہ کے پاس تفسیر اور فتاویٰ کی کوئی بات آتی تھی تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: اس نوجوان سے پوچھو۔

ساجی-ابراہیم بن عبدالوہاب ابرازی-محمد بن عبدالرحمٰن جوہری کہتے ہیں کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا، ان سے کہا گیا: یہاں ایک نوجوان (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے جو کہتا ہے: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کو لازم پکڑو اور قیاس کو چھوڑ دو، تو سفیان نے فرمایا: اللہ اس نوجوان کو

---

(1) یہ خبر خلل سے خالی نہیں؛ کیوں کہ سفیان بن عیینہ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سفیان بن عیینہ کے پاس شافعی کی وفات کی خبر سنائی جائے؟
لہذا صحیح خبر وہ ہے جو "مناقب الشافعي للبيهقي" اور "ترتيب المدارك للقاضي عياض" میں ہے کہ سوید بن سعید نے کہا: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھے، اسی درمیان امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے سلام کیا اور بیٹھ گئے پھر ابن عیینہ نے ایک رقیق حدیث سنائی تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئی تو کہا گیا: اے ابو محمد! محمد بن ادریس مر گئے، اس پر ابن عیینہ نے فرمایا: "ان كان مات محمد فقد مات أفضل أهل زمانه." ۱۲

جزائے خیر عطافرمائے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﰽ(1)

ترجمہ: ان میں کچھ بولے ہم نے ایک نوجوان کو انھیں برا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں۔ (کنزالایمان)

نیز ارشاد ہے: اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﰍ(2)

ترجمہ: وہ کچھ نوجوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی۔ (کنزالایمان)

(۲) مسلم بن خالد زنجی فقیہ مکہ: احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی- عبداللہ بن محمد بن علی- اسلم بن عبد العزیز- ابو محمد ربیع بن سلیمان- حمیدی کہتے ہیں کہ مسلم بن خالد زنجی نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے فرمایا: اے ابوعبداللہ! فتویٰ دو اب تمھارے فتویٰ دینے کا وقت آگیا، اس وقت آپ نے زندگی کی پندرہ بہاریں دیکھی تھیں۔

ساجی نے اس کو اس طرح ذکر فرمایا: ربیع بن سلیمان- حمیدی کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بن خالد زنجی کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے فرماتے ہوئے سنا: تمھارے فتویٰ دینے کا وقت آگیا، اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

(۳) یحییٰ بن سعید قطان: خلف بن قاسم- حسن بن رشیق- عبید اللہ بن ابراہیم عمری- حسن بن محمد زعفرانی کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: میں چار سالوں سے نماز اور خارج نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لیے خصوصی دعا کرتا ہوں؛ کیوں کہ وہ کوئی بھی بات کرتے ہیں تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث صحیح پیش کرتے ہیں۔

ساجی نے ذکر کیا: داؤد بن علی اصفہانی- حارث نقال کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا: میں نماز میں بھی اللہ تعالیٰ سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

(۴) عبد الرحمٰن بن مہدی: ساجی- محمد بن اسماعیل اصفہانی- موسیٰ بن عبد الرحمن بن

---

(1) قرآن مجید، سورۂ انبیاء، آیت نمبر ۶۰۔

(2) قرآن مجید، سورۂ کہف، آیت نمبر: ۱۳۔

مہدی کہتے ہیں کہ میرے والد نے بصرہ میں پچھنا لگوایا، نماز پڑھ لی اور نیا وضو نہیں کیا تو لوگوں نے ان پر طعن و تشنیع کیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا، اور یہی مسئلہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں والد ماجد کے خط بھیجنے کا سبب بن گیا پھر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خط کا جواب کتاب "الرسالۃ" کی صورت میں میرے والد کے پاس لکھ کر بھیجا اور وہ خط مجھے آج بھی بعینہ معلوم ہے۔

ساجی نے بروایت داؤد بن علی اصفہانی ذکر کیا کہ حارث نقال کہتے ہیں: عبد الرحمٰن بن مہدی کے پاس امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط میں نے ہی پہنچایا۔

عمر بن عباس رازی نے فرمایا: میں عبد الرحمٰن بن مہدی کی بارگاہ میں حاضر تھا اتنے میں ان کے پاس امام شافعی کا خط آیا، انھوں نے اسے پڑھا اور فرمایا: "یہ دانش مند نوجوان کا خط ہے۔"

خلف بن احمد و عبد الرحمن بن یحییٰ - احمد بن سعید - عبد اللہ بن محمد قزوینی - محمد بن یعقوب بن فرج - علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن ادریس شافعی سے کہا: عبد الرحمٰن بن مہدی کے خط کا جواب دو جس میں انھوں نے آپ سے سوال کیا ہے، وہ آپ کے جواب کے مشتاق ہیں تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں اپنی مشہور کتاب "الرسالۃ" تصنیف فرمائی جو حقیقت میں عبد الرحمٰن بن مہدی کی طرف ان کا بھیجا ہوا خط ہے۔

(۵) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم: ابو عمر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی - عبد اللہ بن محمد بن علی۔ اسلم بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے فرمایا: اگر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ ہوتے تو مجھے کسی کو جواب دینے کا سلیقہ نہ آتا، میرے پاس جو بھی علم ہے سب انھیں کا صدقہ ہے، انھوں نے ہی مجھے قیاس کا طریقہ بتایا، وہ سنت پر عمل کرنے والے اور صاحب فضل و کمال بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں عقل سلیم اور فکر مستقیم کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت سے نوازا تھا۔

(٦) عبد اللہ بن عبد الحکم: عبد اللہ بن محمد بن یوسف - یحییٰ بن مالک بن عائذ - سلیمان بن ابو شریف - احمد بن محمد بن جریر - محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا: محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت کو لازم پکڑو؛ کیوں کہ میں نے اصول علم، یا اصولِ فقہ میں ان سے زیادہ صاحب بصیرت کسی کو نہ دیکھا۔

(۷) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ: خلف بن قاسم-حسن بن رشیق-علی بن یعقوب-یعقوب بن اسحاق کہتے ہیں: ہم امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے درس میں حاضر ہوتے اور ہم سے پہلے ان کی درس گاہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پہنچ جاتے مسلسل یہ طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ساری کتابیں سماعت کر لیں۔

خلف بن قاسم فرماتے ہیں: ابو ثور کی سند سے ہمیں خبر پہنچی، انھوں نے فرمایا: امام احمد بن حنبل امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی درس گاہ میں ہمارے ساتھ حاضر ہوتے اور سماعت حدیث کرتے۔

ساجی نے کہا کہ ہم سے داؤد بن علی اصفہانی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن راہویہ سے سنا: مکہ مکرمہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا: چلو تمھیں ایسے شخص کو دکھاؤں جس کے مثل تمھاری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اس کے بعد انھوں نے مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دکھایا۔ (1)

---

(1) ابن راہویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: تم امام شافعی کی مجلس میں کیوں نہیں بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا: میں ان سے کیا حاصل کر سکتا ہوں جب کہ وہ میرے ہی ہم عمر ہیں؟ کیا میں ابن عیینہ اور تمام اجلّہ مشائخ کو چھوڑ دوں؟ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: تم پر افسوس! ان کی تلافی ہو سکتی ہے مگر ان کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے۔

پھر ابن راہویہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور دونوں کے مابین مکہ مکرمہ کے مکانوں کے کرایے کے مسئلہ پر بحث ہونے لگی، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بحث میں نرمی سے کام لیا اور ابن راہویہ نے اپنے مسئلہ کے اثبات میں خوب مبالغہ کر دیا، جب ابن راہویہ اپنے دلائل پیش کر چکے تو "مرو" کے ان کے ایک ساتھی نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "مردک راکمالے نیست" یعنی "یہ کیسا آدمی ہے جسے کوئی کمال ہی نہیں۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کی بات سمجھ گئے اور دوبارہ تقریر شروع کر دی یہاں تک کہ دلیل دے کر ابن راہویہ کو خاموش کر دیا پھر حاضرین سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: اسحاق بن راہویہ، فرمایا: تم وہی اسحاق ہو جسے خراسان والے فقیہ کہتے ہیں، انھوں نے کہا: جی ہاں! امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: کاش تمھارے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اس کے کان کھینچواتا۔

ان دونوں حضرات کا ایک مباحثہ "جلو د میتہ" کے سلسلے میں ہے جس میں ابن راہویہ غالب ہوئے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وصال کے بعد آپ کی موت پر ابن راہویہ بہت پشیماں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ احمد بن سلمہ نیساپوری نے ایک واقعہ بیان کیا ہے:

ابن راہویہ نے "مرو" کے ایک شخص کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے پاس امام شافعی کی کتابیں تھیں، ابن راہویہ "جامع کبیر" کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کتاب پر اور "جامع الصغیر" کو "جامع الثوري الصغیر" پر پیش=

عبداللہ بن محمد بن یحییٰ-احمد بن حمدان-عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے پوچھا، والد محترم! امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں کیا بات ہے کہ آپ اکثر ان کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں، تو انھوں نے جواب دیا: اے جان پدر! امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کے لیے آفتاب اور انسان کے لیے صحت و تندرستی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ان دونوں سے بالاتر دنیا میں کون سی چیز ہے؟

محمد بن ابراہیم-محمد بن احمد یحییٰ-محمد بن ایوب رقّی-ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار-عبدالملک بن عبدالحمید میمونی کہتے ہیں کہ میں ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کی مجلس درس میں حاضر تھا اسی دوران امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل آپ کی تعریف و توصیف کررہے ہیں۔ پھر فرمایا: مجھے خبر پہنچی، یا فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دین کے معاملے کو پختہ کرے گا۔"

پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ پہلی صدی کے آخر میں عمر بن عبدالعزیز ہوئے اور دوسرے صدی کے آخر میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ابوعمر زاہد محمد بن عبدالواحد-ابوعلی حسین بن عبداللہ خِرَقی-صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا: آپ کے والد جو کررہے ہیں اس پر ان کو شرم نہیں آتی، میں نے کہا: وہ ایسا کون سا کام کررہے ہیں۔ تو انھوں نے کہا: میں نے ان کو شافعی کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سواری پر سوار تھے اور آپ کے والد رکاب تھامے ہوئے پیدل چل رہے ہیں، میں نے یہ بات اپنے والد سے بیان کی تو انھوں نے فرمایا: جب وہ دوبارہ ملیں تو ان سے کہہ دینا کہ اگر آپ فقیہ بننا چاہتے ہیں تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

=کرتے، اس درمیان ابواسماعیل ترمذی، نیساپور آئے جن کے پاس امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں تھیں جو انھوں نے بویطی سے حاصل کی تھیں، تو اسحاق نے ان سے کہا: جب تک میں زندہ ہوں شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابوں سے حدیث نہ بیان کرو، پس جب تک وہ نیساپور میں رہے، بیان نہیں کیا۔

ذہبی نے ابن سلمہ کی اس حکایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۲

سواری کی دوسری رکاب تھام لیں۔

عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ - ابن حمدان - عبد اللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے فصیح ترین لوگوں میں سے تھے، میں نے عرض کیا: کیا ان کے دانت تھے؟ جواب دیا: درازیِ عمر کی وجہ سے نہیں رہ گئے تھے۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد احمد کو کہتے ہوئے سنا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم سے فرمایا: تم لوگ حدیث اور اسماے رجال کا مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو، صحیح حدیث ہو تو مجھے بتانا خواہ کوفی ہو یا بصری یا شامی، اگر صحیح ہوگی تو میں اسے اختیار کر لوں گا۔ (1)

---

(1) امام ذہبی نے "سیر أعلام النبلاء" میں یہ خبر ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا ہے:

"امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حجازی نہیں فرمایا؛ کیوں کہ وہ حجاز کی احادیث سے آگاہ تھے اور نہ ہی مصری کہا؛ کیوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ سارے لوگ مصر کی حدیثوں کے بارے میں پست تھے۔

اشکال: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول مروی ہے کہ ہر وہ حدیث جو عراق سے آئے اور اس کی اصل حجاز میں نہ ہو تو اسے قبول نہ کرو خواہ صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

امام ذہبی نے "سیر أعلام النبلاء" میں امام شافعی کے حالات میں قول مذکور ذکر کرنے کے بعد فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول سے رجوع فرمالیا اور اہل عراق کی جس حدیث کی سند ثابت ہوئی اس کی تصحیح فرمائی۔"

امام ذہبی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں رقم طراز ہیں:

ایسا ہی کچھ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اہل عراق کی حدیث میں توقف فرماتے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس موقف کی مخالفت کی ہے اور جو ان کے نزدیک صحیح تھی اسی کو حجت قرار دیا ہے۔

نوٹ: اس طرح کے کلمات اگر محدثین وفقہا سے ثابت ہوں تو وہ صرف اہل حجاز کی حدیث کی اہمیت بیان کرنے کے لیے ہیں، اس لیے کہ حجاز ہی احادیث کا مخزن اور ان کا مصدر اوّل ہے، اس کا مقصد اہل عراق کی حدیث کو لغو قرار دینا ہرگز نہیں؛ کیوں کہ اس طرح کی بات عقل سے ماورا ہے اور کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں۔

علامہ عجلی نے فرمایا: کوفہ میں تقریباً پندرہ سو صحابۂ کرام نے اقامت اختیار کی جن میں ستر کے قریب بدری صحابہ تھے، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محدثین کرام اہل عراق کی حدیثوں کو قبول ہی نہ کریں۔

یہ تعداد ان حضرات کے علاوہ ہے جنھوں نے کچھ دنوں تک وہاں اقامت اختیار کی اور اس کے گوشے گوشے میں اپنے علم کے گوہر لٹائے پھر دوسرے علاقے میں تشریف لے گئے، نیز یہ تعداد عراق کے دوسرے شہروں کے صحابہ کو شامل نہیں ہے۔

اگر آپ اہل عراق کی فقہ و حدیث میں ہمہ دانی سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں تو علامہ کوثری کی کتاب "فقه أهل عراق وحديثهم" کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

عبد اللہ نے کہا کہ میرے والد نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں "مؤطا" پڑھتا تھا تو ان کو میری قراءت بہت پسند آئی۔ والد محترم فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فصیح اللسان تھے۔

ابو یحییٰ ساجی نے ذکر کیا کہ میں نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حاتم بن اسماعیل کی سند سے حدیث صحیح بیان کی۔ میرے والد رائے کو ناپسند فرماتے تھے مگر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ نیز فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے شافعی، مالک اور دراوردی کی سند سے کثیر حدیثیں بیان کیں۔

ساجی-حسن بن ادریس سجستانی-محمد بن ہیثم-محمد بن وارہ رازی فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا: میں نے کثیر احادیث جمع کرلی ہیں، اب رائے میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایسا نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا: اوزاعی یا ثوری یا مالک ہی کی رائے لکھ لوں، تو آپ نے فرمایا: اگر تم رائے لکھنا ہی چاہتے ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے لکھو اور اس کے لیے تم بویطی کے پاس جاؤ اور اگر ان سے ملاقات نہ کرسکو تو مکہ چلے جاؤ اور ابو الولید بن ابی الجارود سے ملاقات کرو۔

ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے ہمارے ایک دوست نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مروذی کو کہتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا: "جس محدث کا تعلق بھی قلم دوات سے ہے، اس کی گردن پر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا احسان ہے۔" مروذی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی ربیع بن سلیمان سے بھی سنا تو ہم نے کہا، اے ابو محمد! یہ کیسے؟ جواب دیا: بے شک اصحاب رائے، محدثین کا مذاق اڑاتے تھے تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انھیں سکھایا اور ان پر حجت قائم کی۔

ساجی-یزید بن مجاہد-محمد بن لیث رازی-احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: چالیس سال سے میں ہر نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

ساجی-محمد بن خالد کرمانی-فضل بن زیاد قطان کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

فرمایا: تم جو کچھ مجھ سے روایت کرتے ہو، یا جو کچھ مجھ سے سیکھا ہے وہ سب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صدقہ ہے۔ فلاں سنہ میں ان کا وصال ہوا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں مسلسل ان کے لیے دعا و استغفار کرتا ہوں۔[1]

(۸) اسحاق بن راہویہ: اسماعیل بن اسحاق نصری و قاسم بن محمد بن محمد بن عسلون۔ خالد بن سعد - محمد بن قاسم بن محمد - احمد بن شعیب نسائی - عبید اللہ بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن راہویہ کو فرماتے ہوئے سنا: "محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے نزدیک امام ہیں۔"

(۹) ہارون بن سعید ایلی: ساجی - عبد الرحمن بن احمد بن حجاج - ہارون بن سعید بن ہیثم ایلی کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مثل کبھی نہیں دیکھا، وہ ہمارے پاس مصر تشریف لائے تو لوگوں نے کہا کہ ایک قریشی فقیہ آیا ہے، ہم ان کے پاس آئے وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ان سے زیادہ خوب صورت چہرہ کبھی نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ اچھی نماز پڑھنے والا نہ دیکھا،

---

(1) ابوالحسین بن ابی یعلیٰ نے "طبقات" میں ابوبکر احمد بن محمد بن حجاج مرّوذی کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: کیا کوئی شخص امام شافعی کی کتابیں لکھ سکتا ہے، جواب دیا، نہیں۔ میں نے کہا کیا "الرسالة" لکھ سکتا ہے، کہا: نئی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کرو، میں نے کہا، آپ نے تو لکھا ہے، کہا: معاذ اللہ مالک، سفیان، شافعی، اسحاق بن راہویہ اور ابوعبید میں سے کسی کی باتوں کو نہ لکھو۔

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ سے "مؤطا مالك" اور "جامع سفيان" کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک کون سی کتاب زیادہ پسندیدہ ہے، تو فرمایا: نہ یہ نہ وہ۔

ابوموسیٰ مدینی نے "النصح الجلي" میں بطریق حسین بن عبد اللہ، اثرم سے روایت کی ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس درس میں اکثر بیٹھتا تھا لیکن جب وہ مصر آ گئے تو ان کی روش بدل گئی اور وہ تاویل و قیاس سے کام لینے لگے۔ اور اس طرح کی دوسری روایتیں مردود ہیں اور وہ حشویہ کی گڑھی ہوئی ہیں انھوں نے امت مسلمہ کو ائمۂ فقہ سے برگشتہ کرنے کے لیے انھیں گڑھا ہے، اسی طرح ان لوگوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ بھی کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تو ان ائمۂ کبار خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم و تکریم ثابت ہے۔

ابن وارہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان کتابوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو عراقیوں کے پاس ہیں آیا وہ کتابیں زیادہ پسندیدہ ہیں، یا وہ جو مصر میں ہیں۔ فرمایا: ان کتابوں کو دیکھو جو انھوں نے مصر میں مرتب کی ہیں؛ اس لیے کہ انھیں عراق میں مرتب کیا تھا لیکن مستحکم نہیں ہو پائی تھیں کہ مصر آ گئے اور وہیں پر انھیں مستحکم فرمایا۔ ۱۲

ہم ان پر فریفتہ ہو گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور بات شروع کی تو ہم نے ان سے زیادہ عمدہ کلام کرنے والا نہ دیکھا۔

عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن سعید نے کہا: اگر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پتھر کے اس ستون کو لکڑی ثابت کرنے کے لیے مناظرہ فرمائیں، تو وہ اپنی قادر الکلامی کی بنا پر ثابت کر دیں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لوگوں کو حفظ احادیث پر آمادہ کرنے اور اس کی رغبت دلانے، سنت کی اتباع کرنے اور اہل کلام و اہل بدعت سے نفرت و بے زاری کا بیان

ابراہیم بن شاکر- محمد بن احمد بن یحییٰ- اسحاق بن محمد بن یعقوب- ساجی- یہ حسین کرابیسی سے روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم کلام میں سے کچھ پوچھا گیا تو ناراض ہو گئے اور فرمایا: یہ اسی جیسے لوگوں کا کلام ہے یعنی "حفص فرد" اور اس کے متبعین (اللہ انھیں رسوا کرے) (1)

خلف بن قاسم-حسن بن رشیق-احمد بن محمد بن سلامہ-یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے اس دن کا تذکرہ کیا جس دن انھوں نے "حفص فرد" سے مناظرہ کیا تھا اور اس کی اکثر روداد بتا دی، پھر فرمایا: اے ابو موسیٰ اس دن تم غائب تھے۔ (میری کنیت ابو موسیٰ آپ ہی نے اس دن رکھی) بخدا! اگر میں اہل کلام کے کسی بھی امر پر مطلع ہوا تو اس پر یقین نہیں کروں گا، اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو شرک کے علاوہ ہر منہی عنہ میں مبتلا کر دے تو یہ اس کے لیے علم کلام میں پڑنے سے بہتر ہے۔

خلف بن قاسم- حسن بن رشیق- محمد بن سفیان بن سعید خیاط- محمد بن اسماعیل اصفہانی- جارودی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ابراہیم بن علیہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے

(1) **حفص فرد:** ابن حجر "تبصیر المنتبہ" میں فرماتے ہیں: حفص، فا کے فتحہ کے ساتھ ہے، قاموس میں ہے: "حفص فرد" مصری ہے جو فرقۂ جبریہ سے تعلق رکھتا ہے، "میزان الاعتدال" للذھبی میں ہے: "حفص فرد" مبتدع ہے، امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اس کا تعلق علم کلام سے ہے، اس کی حدیث قابل قبول نہیں، امام شافعی نے اسے اپنے مناظرہ میں کافر قرار دیا ہے"۔ ۱۲

فرمایا: میں ہر چیز میں اس کا مخالف ہوں یہاں تک کہ کلمہ "لا إلٰه إلّا الله" میں بھی، وہ جس طرح پڑھتا ہے ویسا میں نہیں پڑھتا ہوں، میں پڑھتا ہوں "لا إلٰه إلا الله الذي کلم موسیٰ علیه السلام تکلیمًا من وراء الحجاب" نہیں ہے معبود مگر اللہ جس نے موسیٰ علیہ السلام سے پردے کی آڑ سے کلام کیا۔ اور وہ اس طرح پڑھتا ہے "لا إله إلا الله الذي خلق کلاما أسمعه موسی من وراء الحجاب" نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جس نے کلام پیدا کر کے پردے کی آڑ سے موسیٰ علیہ السلام کو سنایا۔

حسن–علی بن یعقوب–ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آیت کریمہ: كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ [1] کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا علم دیا کہ کچھ لوگ قیامت کے دن بغیر حجاب کے اللہ کا دیدار کریں گے اور وہ مومنین ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ترون ربکم عزوجل یوم القیامة کما ترون الشمس لا تضامون في رؤیتها"

ترجمہ: روز قیامت تم اپنے رب عزوجل کا دیدار کرو گے جیسے سورج کو دیکھتے ہو جسے دیکھنے میں تمھیں شک نہیں ہوتا۔

محمد بن یحییٰ فارسی–محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کلام و خواہشات میں کتنا گناہ ہے تو اس سے ایسے بھاگیں جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔"

حسن–سعید بن زکریا لخمی–یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "اگر کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسم مسمّٰی کا غیر ہے یا شے مشیّا کا غیر ہے تو اس کے زندیق ہونے پر گواہ ہو جاؤ۔"

حسن بن محمد بن ضحاک–حرملہ بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا: "اہل

(1) ترجمہ: ہاں ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں (کنزالایمان)
قرآن مجید، سورۂ مطففین، آیت نمبر: ۱۵۔

اہوا کا ایک گروہ ہے جو جھوٹی گواہی دینے میں رافضیوں سے بڑھ کر ہے۔"

حسن-محمد بن یحییٰ فارسی-محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم-امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عیینہ کو فرماتے ہوئے سنا: "جابر جعفی سے میں نے ایسی بات سنی جس سے میں اس خوف سے بھاگا کہ کہیں ہم پر چھت نہ گر جائے۔"

حسن-محمد بن سفیان-محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے جارودی کو کہتے ہوئے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصر میں ایک مرض میں مبتلا ہوئے جس سے شفا کی امید نہ رہی پھر افاقہ ہوا تو ہر شخص آپ سے کہتا، میں کون ہو؟ تو آپ اس کا جواب دیتے، پھر حفص فرد نے بھی کہا، اے ابو عبداللہ! میں کون ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ تو حفص فرد ہے، اللہ تیری حفاظت و نگہبانی نہ کرے، تجھے تباہ کردے مگر یہ کہ تو اس سے توبہ کرلے جس میں ملوث ہے۔

حسن-محمد بن ابراہیم انماطی و عبیداللہ بن عمر عمری-حسن بن زعفرانی کہتے ہیں، ہم نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "اہل کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ انھیں چھڑی سے مارا جائے، اونٹوں پر سوار کر کے قبیلے قبیلے گھمایا جائے اور اعلان کیا جائے کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو کتاب و سنت کو ترک کر کے کلام میں محو ہو جائے"۔

اور ساجی نے بروایت ابو ثور و کرابیسی ذکر کیا ہے کہ ان حضرات نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اور بروایت زعفرانی ذکر کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم کلام کو سخت ناپسند فرماتے تھے اور ساجی نے امام شافعی کے مندرجہ ذیل اشعار بھی ذکر کیے ہیں۔ (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب ان اشعار کی نسبت میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

ماشئتَ كان وإن لم أشأ وماشئتُ إن لم تشأ لم يكن

تو نے جو چاہا وہ ہوا اگرچہ میں نہ چاہوں اور اگر میں چاہوں بھی مگر تو نہ چاہے تو اس کا وجود ناممکن ہے۔

خلقتَ العباد على ماعلمتَ **وفي العلم يجري الفتى والمسن**

تو نے بندوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا فرمایا، تیرا علم تو نوجوان اور سن رسیدہ سب کو محیط ہے۔

علی ذا مننت وهذا خذلت   وهذا أعنت وذالم تعن

اس پر تونے احسان کیا اور اسے نامراد رکھا، اس کی مدد کی اور اس کو خائب و خاسر رکھا۔

فمنهم شقي ومنهم سعيد   ومنهم قبيح و منهم حسن

پس بندوں میں کچھ بد بخت ہیں اور کچھ نیک، کچھ بد صورت ہیں اور کچھ خوب صورت۔

عبداللہ بن محمد بن یوسف - محمد بن احمد بن یحییٰ بن مفرج - ابواحمد منصور بن احمد ہروی - ابو احمد عبداللہ بن ابی سفیان - ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اشعار بذات خود پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(ابو عمر کہتے ہیں) یہ اشعار تقدیر پر ایمان کے بارے میں بہت پختہ دلیل ہیں۔

ابوالقاسم عبیداللہ بن عمر بغدادی شافعی (جنھیں امیر المومنین حکم مستنصر باللہ نے طلب کیا اور "زُہرا" میں ٹھہرایا)- محمد بن علی - ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "ایمان قول و فعل اور اعتقاد قلبی کا نام ہے، کیا اللہ کے اس فرمان کو نہیں دیکھتے " وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ "[1] یعنی تم نے بیت المقدس کی طرف جو نمازیں پڑھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرمائے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان سے موسوم کیا اور نماز قول و عمل اور اعتقاد ہی کا تو نام ہے۔"

ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "ایمان کمی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے۔"

ربیع بن سلیمان، ابوحنیفہ قحزم بن عبداللہ بن قحزم اسوانی، مزنی، حرملہ بن یحییٰ وغیرہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے آخرت میں اللہ کا دیدار کریں گے"۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہی روایت صحیح ہے۔

بعض اہل کلام نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے خلاف بھی روایت کیا ہے لیکن صحیح وہ ہے جس کو مزنی نے بروایت ابن ہرم ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

(1) قرآن مجید، سورۂ بقرہ، آیت نمبر: ۱۴۳۔

سنا انھوں نے ارشاد باری تعالیٰ: كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ[1] کے بارے میں فرمایا: ”یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے آخرت میں اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔“

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول آخرت میں دیدار الٰہی کے بارے میں صریح ہے۔

ابو القاسم کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طریقۂ عمل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو بھی خبر صحیح طریقے سے ثابت ہو وہی آپ کا قول اور مذہب ہے۔ اور میں شوافع میں سے کسی کو نہیں جانتا ہوں جس نے اس کی مخالفت کی ہو۔

ابو القاسم - ابو بکر محمد بن علی مصری - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام، غیر مخلوق ہے۔“

ابو الحسن علی بن ابراہم ستملی - ابو نعیم عبد الملک بن محمد جرجانی کہتے ہیں کہ ربیع سے قرآن کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ایک شخص امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قرآن کے بارے میں مناظرہ کے لیے آیا، اس نے کہا: قرآن مخلوق ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے فرمایا: ”کفرتَ باللہ العظیم“ باخدا! تم نے کفر کیا۔

ابو القاسم - ابو بکر - محمد بن علی مصری و ابو علی حسن بن حبیب - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ابو بکر، عثمان اور علی خلفاے راشدین مہدیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔“

ابو القاسم کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ربیع بن مالک اندلسی نے مصر میں بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حرملہ بن یحییٰ سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا، اے ابو عبد اللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلفا کون ہیں؟ تو فرمایا: ”پانچ ہیں: ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔“

(1) قرآن مجید، سورۂ مطففین، آیت نمبر:۱۵۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فضل و کمال

عبد الوارث بن سفیان- قاسم بن اصبغ- احمد بن زہیر- منصور بن ابی مزاحم- عدی بن فضل- ابوبکر بن ابی الجہمۃ۔ (1) ابو جہمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریش کو مقتدی نہ بناؤ بلکہ ان کی اقتدا کرو، انھیں سکھاؤ نہ بلکہ ان سے سیکھو؛ کیوں کہ قریش کے ایک فرد کی امانت دو امینوں کی امانت کے برابر ہے اور بے شک قریش کے ایک عالم کا علم زمین کے سارے طبقات کو بھر دے گا۔"

اصمعی کہتے ہیں: "قریش صاحبان حساب و کتاب اور اس امت کا حسن ہیں، ان کے ایک عالم کا علم زمین کے طبقات کو بھر دے گا۔"

احمد بن زہیر کہتے ہیں: "محدثین، قریش کے ایک عالم سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مراد لیتے ہیں۔"

ابو جعفر عقیلی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: (2) عبد اللہ بن محمد- مزنی- سعید بن ابی ایوب- صالح بن رستم دمشقی عطا ابن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریش کی تعظیم کرو؛ اس لیے کہ ان کا ایک عالم اپنے علم سے روے زمین کو بھر دے گا۔"

خلف بن قاسم- امام محمد بن سفیان بن سعید- ربیع بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا: "علم دو طرح کے ہیں ایک علم ادیان اور دوسرا علم اجسام۔"

---

(1) عدی بن فضل متروک ہیں یعنی متہم بالکذب ہونے کی وجہ سے ان کی روایت کو ترک کر دیا گیا ہے۔ اور ابوبکر اور ان کے والد مجہول ہیں، اس روایت کے علاوہ ان کی کوئی بھی روایت مشہور نہیں ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے "توالی التأنیس" میں تحریر کیا ہے۔ ۱۲

(2) عقیلی کی حدیث مرسل و منقطع ہے، اس کی سند میں صالح بن رستم دمشقی ہیں جو مجہول الحال ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجہول العین ہیں۔ اور مزنی کی ملاقات سعید سے ثابت نہیں۔ لیکن یہ حدیث بھی ضعیف طریقوں سے دوسرے الفاظ سے ثابت ہے لہٰذا بوجہ تعدد مخارج قدرے قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱۲

خلف بن قاسم-حسن بن رشیق-علی بن یعقوب بن سوید-ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یونس بن عبد الاعلیٰ سے فرمارہے تھے: اے ابو موسیٰ! "تم فقہ ضرور سیکھو؛ کیوں کہ وہ شامی سیب کے درخت کی طرح ہے، جو اسی سال پھل دیتا ہے۔"

خلف بن قاسم-حسن-محمد بن یحییٰ بن آدم-احمد بن محمد بن جریر نحوی-ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: "علم کی طلب نفل نماز سے افضل ہے۔"

خلف بن قاسم-حسن بن رشیق-محمد بن اسماعیل کندی-یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: "عقل تجربہ کا نام ہے۔"

خلف-حسن-محمد بن یحییٰ بن آدم-ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی بیماری کے ایام میں فرماتے سنا: "میری تمنا ہے کہ لوگ ان کتابوں میں جو کچھ بھی ہے جان جائیں بشرطے کہ ان میں سے کچھ بھی میری جانب منسوب نہ کریں۔"

عبد الرحمٰن بن یحییٰ و خلف بن احمد-احمد بن سعید بن حزم-صالح بن محمد اصفہانی-ابو محمد (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے)- زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا: "میری تمنا ہے کہ میری ان کتابوں میں قرآن وسنت کے جو معانی و مفاہیم موجود ہیں ان کو لوگ سمجھ جائیں اور انھیں خلق خدا تک پہنچائیں اگرچہ میری طرف منسوب نہ کریں۔"

مزنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کا ایک خیاط پڑوسی آپ کے پاس آیا، آپ نے اس سے اپنی گھنڈیاں درست کرنے کے لیے کہا، اس نے درست کردیں، اس کے بدلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ایک دینار دیا، خیاط آپ کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگا، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اسے لے لو، اگر اس سے زیادہ ہمارے پاس ہوتا وہ بھی تمھیں دے دیتے"۔ اس پر خیاط نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے! ہم تو آپ کے پاس سلام کرنے کے لیے آئے تھے، تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "تب تو تم ہمارے مہمان ہو اور مہمان سے کام لینا انسانیت نہیں ہے۔"

ابو بکر محمد بن محمد لبّاد-ابراہیم بن ابی داؤد بُرلّی-محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں آج رات

"شاہد کے ہوتے ہوئے یمین کے مسئلہ" میں علماے مدینہ کو لاجواب کرنے کے سلسلے میں امیر المؤمنین رشید کے پاس جاؤں گا، تو ایک شخص نے کہا، حضور! وہاں کیا فرمائیں گے؟ فرمایا: میں یہ کہوں گا: فیصلہ صرف دو گواہوں سے کیا جاتا ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف دو گواہوں کو بیان کیا ہے۔ اور آپ نے آیت دین تلاوت کی۔[1] اس شخص نے عرض کیا اگر وہ لوگ کہیں کہ وہ دو گواہ کون ہیں جن کی گواہی قبول کی جائے گی اور ان کی شہادت پر فیصلہ کیا جائے گا، فرمایا: کہوں گا: وہ آزاد، مسلمان اور عادل ہوں، اس نے عرض کیا کہ اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ آپ نے حقوق میں کیوں نصاریٰ کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے[2] حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "مِنْ رِّجَالِكُمْ" "مِمَّنْ

---

(1) ابن لبّاد قیروان کے اجلۂ فقہاے مالکیہ میں سے ہیں، یہ اور ان کے شیخ بُرلّی دونوں ثقہ ہیں۔
امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ روایت آپ کے بلاغات میں سے ہے، کیوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ثابت نہیں، نہ ہی یہ ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ انھوں نے کس سے سنا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ مناظرہ سے پہلے رات کی تاریکی میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معارضہ کرنے والا کون ہے۔
مشہور یہ ہے کہ جب امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رشید کے ساتھ حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے اس مسئلہ میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مناظرہ کی پیش کش کی، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مناظرہ سے انکار کر دیا اور اپنے تلامذہ میں سے مغیرہ مخزومی یا عثمان بن کنانہ کو اپنا نائب بنا دیا۔ دوران بحث امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیات شہادت تلاوت کی اور فرمایا: کیا تم نہیں سن رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف دو یا چار گواہوں کا ذکر کیا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بطریق صحت ثابت بھی نہیں کہ آپ نے یمین پر فیصلہ کیا ہے؛ کیوں کہ حدیث "سهيل عن أبي صالح" مروی ہے پھر سہیل بھول گئے، وہ حدیث بیان کرتے وقت کہتے: "حدثني ربيعة عني" لہٰذا جب سہیل کو نسیان طاری ہے تو خبر باطل مانی جائے گی۔
مغیرہ نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اور فلاں فلاں نے تو اس کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔
امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں تم سے قرآن کے ذریعہ کلام کر رہا ہوں اور تم افعال کو دلیل بنا رہے ہو۔
مغیرہ: تم اس نبی کا انکار کر رہے ہو جس نے یمین مع الشاہد پر فیصلہ کیا، یا اس پر یقین رکھتے ہو؟ (حجت کے موقع پر یہ بے مقصد گفتگو ہے- عبد الفتاح) تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہو گئے۔
پتہ نہیں کہ اس مناظرہ میں کون غالب ہوا اور طرفین کی گفتگو بہت طویل ہے، ۱۲

(2) امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شیوخ زہری، یحییٰ بن سعید اور ربیعہ کے برخلاف یوں ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اصحاب نیز ابن ابولیلیٰ کے برخلاف نصاریٰ کی شہادت کو ایک دوسرے پر جائز نہیں قرار دیتے ہیں۔
یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے متقدمین فقہا کے اقوال جمع کیے ہیں جن میں اہل کتاب کی ایک دوسرے پر شہادت کو قبول کیا گیا ہے اور اس مسئلے میں انھوں نے کتاب وسنت سے استدلال کیا ہے۔
اور اس شخص نے اپنے مدعیٰ پر جو آیت پیش کی ہے وہ واضح اور قاطع نزاع نہیں ہے۔ ۱۲

تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ" آپ نے قدرے سوچ کر فرمایا: ان بے وقوفوں کی عقل یہاں تک کیسے پہنچ جائے گی، اس شخص نے کہا: تب تو آپ اپنے قول سے کم زوروں پر حجت قائم کرتے ہیں۔ (1)

ابن لباد-بُرلّی-مزنی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا: "دنیا سے فارغ البال اور خوش حال جانے والے کے دین میں کمی اور ناپسندیدگی ہوتی ہے" مزید فرمایا: "جس کا وقت جلدی نہ آئے زمانہ اس کے فرصت کے اوقات چھین لیتا ہے؛ کیوں کہ زمانے کا کام الٹ پھیر اور اس کی شرط تبدیلی ہے۔"

خلف بن قاسم-حسن بن رشیق-علی بن احمد بن علی بن مدائنی-مزنی و ربیع بن سلیمان نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا: "اس سے مشورہ نہ کرو جس کے گھر میں آٹا نہ ہو؛ کیوں کہ اس کی عقل پر پردہ پڑا ہے۔"

حسن-علی بن سری-محمد بن احمد بن زکریا-ربیع بن سلیمان نے فرمایا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا: "لوبیا کھانے سے دماغ میں اضافہ ہوتا ہے اور گوشت کھانے سے عقل بڑھتی ہے۔"

---

(1) اس مسئلے میں اختلاف ہے، ایک جماعت، اہل مدینہ کے طریقہ اور جعفر کے ارسال سے استدلال کرتی ہے، اس کے برخلاف فریق مخالف کا مستدل بہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے جو کثرت طرق کے سبب متواتر کے قریب ہے۔

لیث نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف جو خط لکھا اس میں تحریر کیا: "اور انھیں میں سے شاہد کے ساتھ صاحب حق کے یمین کا مسئلہ ہے، مجھے معلوم ہے کہ مدینہ میں اس پر فیصلہ ہوتا رہا ہے اور شام، مصر و عراق میں صحابۂ کرام نے اس پر فیصلہ نہیں کیا اور نہ ہی خلفاے راشدین ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے پاس یہ مسئلہ ارسال کیا۔ پھر حضرت عمر بن عبد العزیز نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو — وہ کیسے تھے آپ کو بخوبی اس کا علم ہے کہ انھوں نے احیاے سنن اور قطع شرک و بدعت کا اعلیٰ فریضہ انجام دیا اور شرائع اسلام کو قائم رکھنے اور پختگی راے میں ہمیشہ کوشاں رہے — آپ کی طرف رزیق بن حکیم نے خط لکھا کہ آپ تو مدینہ میں شاہد اور صاحب حق کی قسم کی بنیاد پر فیصلہ فرماتے تھے تو عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ ہاں! ہم وہاں ایسا ضرور کرتے تھے لیکن ہم نے شام والوں کو اس کے برخلاف پایا تو اب ہم صرف عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت پر ہی حکم جاری کرتے ہیں۔"

مدینہ شریف کے سب سے بڑے عالم حدیث امام زہری یمین مع الشاہد پر فیصلہ کو بدعت سمجھتے ہیں اور ایسا ہی عالم مکہ عطا اور عالم کوفہ نخعی بھی۔ امام اعظم ابوحنیفہ، آپ کے اصحاب، ثوری، ان کے اصحاب نیز اوزاعی اور ان کے اصحاب اس مسئلے میں متفق ہیں۔ اور زمانۂ اخیر میں حدیث یمین مع الشاہد کثرت طرق کے سبب حجج ظاہرہ کے جبال شامخ کے مقابل مسئلہ دائرہ کی حجیت میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ ۱۲

حسن-احمد بن محمد بن سلامہ-یونس بن عبد الاعلیٰ کہتے ہیں: قریش کے کچھ لوگوں نے جب ابن ہَرم کے بارے میں اختلاف کیا تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف درج ذیل اشعار لکھ کر بھیجے۔

جَزى الله عنا جعفراحين أزلقت بنا نعلنا في الواطئين فزلّت

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جعفر کو جزا عطا فرمائے جب ہمارے نعل نے ہمیں چلنے والوں کے ہمراہ پھسلا دیا تو ہمارے قدم پھسل گئے۔

ابو أن يملونا ولو أن أمّنا تلاقي الذي لاقوه فينا لملت

وہ ہم سے ملول نہ ہوئے، انھوں نے ہمارے اندر جس کا مشاہدہ کیا ہے اگر ہماری ماں بھی اس کا سامنا کرتی تو ملول ہو جاتی۔

ابوالولید عبیداللہ بن محمد بن یوسف-ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جہضم ہمدانی-قاضی عبد الملک بن محمد بن عبد العزیز-ابن مجاہد-ابوزکریا-سلیمان بن ربیع نے فرمایا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا: یمن میں قیام کے دوران میں نے خواب دیکھا کہ: میں طواف کے راستے میں بیٹھا ہوں، اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، تو میں ان کی جانب بڑھا، سلام کیا اور مصافحہ و معانقہ بھی ہوا تو آپ نے اپنی انگشت سے اپنی انگوٹھی نکال کر میری انگشت میں پہنا دی، جب صبح ہوئی تو میں نے کہا، اے چچا! معبر کو بلائیے، معبر میرے پاس آیا، میں نے اس سے خواب بیان کیا اس نے کہا: اے عبداللہ! تمھارا مسجد حرام میں علی بن ابی طالب کو دیکھنا جہنم سے نجات اور ان سے مصافحہ کرنا قیامت کے دن امان کی علامت ہے۔ اور رہا ان کا تمھاری انگلی میں انگوٹھی پہنانا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب تمھارا نام دنیا میں علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی طرح شہرت یافتہ ہو جائے گا۔

عبداللہ-ہمدانی-ابوبکر مدینی-احمد بن عیسیٰ فقیہ کہتے ہیں، میں نے ابوبکر کرمانی سے سنا، وہ فرماتے تھے: میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور مجھے جنت میں داخلے کا حکم مل چکا ہے اور میرے دامن میں "مختصر المزني" ہے مجھ سے رضوان جنت نے کہا کہ اسے لے کر اندر نہ جاؤ، میں نے کہا: میں اس کے بغیر نہیں جاسکتا، اتنے میں اللہ عزوجل کی جانب سے ندا آئی کہ اس

کواس کے ساتھ ہی داخل ہوجانے دو۔

عبداللہ–علی بن عبداللہ ہمدانی–ابوحفص عمر بن سرح جدّی فرماتے ہیں: جعفر ترمذی نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہوچکی ہے، مجھے جنت میں داخل ہونے کا پروانہ مل چکا ہے میرے دامن میں "مختصر الشافعي" یعنی "كتاب المزني" ہے تو رضوان جنت نے مجھ سے کہا کہ اس کو یہاں رکھ کر اندر جاؤ، میں نے کہا: میں اس کے بغیر داخل نہ ہوں گا، تو اللہ عزوجل کی جانب سے ندا آئی کہ اسے اس کتاب کے ساتھ ہی داخل ہوجانے دو۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد–یوسف بن یعقوب نجرمی–ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ ساجی کہتے ہیں کہ میں نے حوثرہ بن محمد المنقری سے سنا: آدمی میں سنت کا ظہور دو چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کرنے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں لکھنے سے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد–یوسف بن یعقوب نجرمی–ابویحییٰ ساجی–ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ہلال بن علا سے سنا: "امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم کے دریچوں کو کھول دیا۔"

احمد بن عبداللہ–عبداللہ بن محمد بن علی–اسلم بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے کہا: اگر امام شافعی نہ ہوتے تو مجھے قیاس کا علم نہ ہوتا، انھوں نے ہی مجھے قیاس کا علم سکھایا اور انھیں کے ذریعہ میں نے قیاس کی معرفت حاصل کی۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ بلاشبہ وہ صاحب سنت اور فضل وخیر کے مالک تھے۔

خلف–حسن–احمد بن علی مدائنی کہتے ہیں، میں نے مزنی سے سنا: میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابوں میں پائی جانے والی غلطی پر ہر شخص سے بحث کے لیے تیار ہوں کہ یہ غلطی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے۔

حسن–احمد بن علی مدائنی–مزنی کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا: جب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ چھوڑ کر مصر روانہ ہوئے تو ان کے پیچھے ہم بھی مصر چلے آئے۔

عبدالوارث بن سفیان–قاسم بن اصبغ–ابو جعفر محمد بن اسماعیل صائغ کہتے ہیں کہ میں نے مصعب بن عبداللہ زبیری کو کہتے ہوئے سنا: مجھ سے محمد بن حسن نے فرمایا: اگر کوئی ہماری مخالفت کرے اور وہ اپنی بات ثابت بھی کردے تو وہ صرف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ہوسکتی ہے

ان سے کہا گیا کیسے ؟فرمایا: بیان پر ملکہ، سوال وجواب میں تصلب اور بات کو بغور سننے کی بنیاد پر۔

واقعات

خلف- حسن- محمد بن رمضان زیات- محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے ہیں: میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک دن روٹی کھا رہا تھا کہ ''حرس'' کا ایک آدمی آیا اور ہمارے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گیا، فارغ ہونے کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے ابو عبد اللہ !بر وقت ملنے والے کھانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ؟تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راز داری کے طریقہ پر کہا: کیا کھانے سے پہلے اس کی یہی کیفیت نہ تھی ؟

اسی سند سے مروی، کہتے ہیں کہ اطراق نامی ایک غلام امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طباخ تھا، اسے آپ کے ترکہ میں بیچ دیا گیا، اشہب بن عبد العزیز نے اسے خریدا، اشہب کے ترکہ میں بھی اس کی بیع ہو گئی، میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے محمد !اطراق کو ہمارے لیے خرید لو، میں اس کی بیع اور بولی کے وقت حاضر ہوا، ہمارے کچھ اور بھائی وہاں موجود تھے، بولی لگنے کے وقت میں اس کی قیمت میں خوب اضافہ کرنے لگا تو یوسف بن عمرو نے کہا: اسے مت خریدو، تقریباً ایک مہینے کے اندر اس نے دو عالموں کو زیر زمین سلا دیا ہے، کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تیسرے تم ہی ہو جاؤ؟ پھر بھی میں نے اسے خرید لیا اور بدفالی ترک کر دی۔

حسن- محمد بن یحییٰ فارسی- محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم- امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی یحییٰ نے فرمایا: گھی کے سوا ہر قسم کے میل کچیل کو گدھے کا پیشاب زائل کر سکتا ہے؛ کیوں کہ دھونے کے بعد اگر اس جگہ میل لگ جائے تو وہ پھر ظاہر ہو جائے گا۔

علی بن یعقوب بن سوید- ربیع بن سلیمان- امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، فرماتے ہیں کہ میرے چچا محمد بن علی سے ان کے ایک شیخ نے فرمایا: اگر کسی بھلائی کے بغیر کوئی تمھارا شکریہ ادا کرے تو اس سے ہوشیار رہو؛ ممکن ہے کہ تمھارے کسی احسان کی ناشکری کر جائے۔

حمزہ بن محمد بن عباس کنانی جوہری نے کہا کہ ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں محمد بن ادریس کے ہمراہ مکہ کے ارادے سے نکلا تو وہ کسی بھی بلند مقام پر چڑھتے یا وادی میں اترتے تو یہ اشعار

پڑھتے۔

یا راكباقف بالمحصب من منیً　　واهتف بساكن خيفها والناهض

اے سوار! منیٰ کے وادی محصب میں ٹھہر جا اور اس کی نشیب و فراز وادی میں قیام کرنے والے کو آواز دے۔

سحراً إذا فاض الحجيج إلیٰ منیً　　فيضا كملتطم الفرات الفائض

جب حجاج صبح کے وقت جوق در جوق منیٰ کی طرف نکلے جیسے نہر فرات تھپیڑے مارتا ہو۔

إن كان رفضا حب آل محمد　　فليشهد الثقلان أني رافضي

اگر اہل بیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔

(ابو عمر کہتے ہیں) یہ اشعار امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ مجھ سے میرے کئی شیوخ نے بیان کیا، وہ ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد شافعی عن شیوخہ روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: آپ سے تشیع کی بو آتی ہے، فرمایا: وہ کیسے؟ لوگوں نے کہا: اس لیے کہ آپ آل نبی کی محبت کا اظہار کرتے ہیں، تو فرمایا: اے لوگو! کیا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے کہ: ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

نیز فرمایا:

”إن أوليائي من عترتي المتقون“ میرے خاندان والوں میں سے میرے قریبی متقی افراد ہیں۔ پس جب مجھ پر اہل قرابت اور رشتہ داروں سے محبت کرنا واجب ہے بشرطے کہ متقی ہوں تو کیا یہ دین کا حصہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے محبت کروں جب وہ متقی ہوں؛ اس لیے کہ آپ تو اپنے اہل بیت سے محبت فرمایا کرتے تھے۔

اتنا فرمانے کے بعد آپ نے مندرجہ بالا اشعار پڑھے۔

اسماعیل بن اسحاق و قاسم بن محمد - خالد بن سعد - ابو عبیدہ بن احمد - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ واثق نے ابو یعقوب بویطی کو قرآن کے سلسلے میں جواب نہ دینے کی وجہ سے قید کر دیا تھا تو

انھوں نے مجھے ایک خط میں لکھا: اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ، غریبوں کے ساتھ صبر کا دامن تھامے رکھو؛ اس لیے کہ میں نے اکثر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس شعر سے مثال بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

أهين لهم نفسي لأكرمهابهم　　ولن يكرم النفس الذي لايهينها

میں خود کو طلبہ کے سامنے ان کے احترام کرنے کی وجہ سے بے حیثیت رکھتا ہوں، جو خاک ساری نہیں کرے گا اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی۔

ابوالعباس محمد بن اسحاق سراج نے اپنی ''تاریخ'' میں ذکر کیا کہ احمد بن عبداللہ بن عمران مخزومی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابراہیم سے سنا کہ: محمد بن ادریس شافعی امیر یمن کے پاس تشریف لے گئے جو انھیں کی قوم کا ایک فرد تھا، اس کے یہاں چند دن قیام کیا پھر گھر آنے کی اجازت طلب کی تو امیر یمن نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں معذرت کا ایک خط ارسال کیا اور کچھ تحائف بھیجے، تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خط کی پشت پر یہ اشعار لکھ کر اس کے پاس واپس کر دیا۔

أتاني عذر منك في غير كنهه　　كأنك عن برّي بذاك تحيد

میرے پاس آپ کی جانب سے بے حقیقت عذر پہنچا ہے، گویا کہ اس کے سبب آپ میری نیکی سے روگردانی کر رہے ہیں۔

لسانك هش بالنوال وما أرى　　يمينك إن جاد اللسان تجود

آپ کی زبان تو جود و نوال میں ہشاش بشاش ہے، لیکن میں آپ کے ہاتھ کو زبان کی طرح سخی نہیں سمجھتا۔

فان قلت لي: بيت وسيط و بسطة　　واسلاف صدق قد مضوا وجدود

تو اگر تم کہو کہ متوسط گھرانہ اور کشادگی ہے اور سچے اسلاف واجداد ہیں جو گزر چکے۔

صدقت ولكن أنت خربت مابنوا　　بكفيك عمدا والبناء جديد

تو تم نے سچ کہا لیکن ان کی عمارتوں کو اپنے ہاتھوں سے جان بوجھ کر ڈھا دیا جب کہ عمارت نئی تھی۔

إذا كان ذوالقربى لديك مبعداً　　ونال الذي يهوى لديك بعيد

جب قریبی تم سے دور کر دیئے گئے اور دور والوں نے تمھاری محبوب شے پالی۔

تفرق عنك الأقربون لشأنهم وأشفقتُ أن تبقى وأنت وحيد

توقریبی لوگ تم سے جدا ہو گئے اپنے معاملے کو لے کر، اور مجھے تمھارے تنہارہ جانے کا خوف ہے۔

أصبحت بين الحمد والذم واقفا فياليت شعري أي ذاك تريد

آپ تعریف و مذمت کے درمیان کھڑے ہیں، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

توامیر نے آپ کے پاس لکھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ سے حمد و ثنا کا خواست گار تھا اسی مقصد کے تحت میں نے پانچ سو دینار آپ کے اہم امور کے لیے اور پانچ سو دینار آپ کے ذاتی خرچ کے لیے، دس یمنی ریشمی کپڑے اور دو بختی گھوڑے بھیجے تھے۔ والسلام

فصاحت وبلاغت اور فنون علم میں مہارت

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - ابو بکر محمد بن ابراہیم بغدادی - حسن بن محمد بن صباح زعفرانی کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ فصیح و بلیغ اور آپ سے بڑا عالم کبھی بھی نہ دیکھا، آپ کے سامنے کوئی بھی شعر پڑھا جاتا تو اس کو سمجھ جاتے، آپ مکمل ایک سمندر تھے۔

آپ بڑا عمامہ پہننے کی وجہ سے اعرابی لگتے تھے، اگر اپنی محفل میں شور و غوغا سنتے تو اس سے منع کرتے اور فرماتے: ہم اصحاب کلام نہیں ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی بجلی قیروانی - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ابن ہشام صاحب "المغازي" سے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لغت میں حجت تھے۔

بجلی کہتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکان میں جب یک سو ہوتے تو واقعات عرب کو بڑی روانی کے ساتھ بیان فرماتے۔

ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ - محمد بن حسن - ابو سعید حسین بن علی جصاص - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الصلاۃ میں فرمایا: نماز میں تکبیر کہنے والے کے لیے

"اللہ و کبر" "اللہ و اکبار" اور "اللہ آکبر" کہنا جائز نہیں ہے، صرف "اللہ اکبر" سے ہی نماز شروع ہوسکتی ہے۔

ابو ثور نے ایک حکایت بیان فرمائی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کیا تمھیں "و کبر" کا علم ہے کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا، نہیں، فرمایا: "و کبر" زبان عرب میں "موٹی رسی" کو کہتے ہیں اور پرانی غیر نفع بخش شے کو "و اکبار" کہتے ہیں۔

خلف بن قاسم-حسن-احمد بن علی مدائنی کہتے ہیں کہ اسمٰعیل بن یحییٰ مزنی نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ابن ہشام مصر میں تھے جو مصر میں اشعار اور کلمات غریبہ کے سب سے بڑے عالم تھے، ان سے کہا گیا: کاش آپ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آجاتے، انھوں نے انکار کر دیا پھر دوبارہ کہا گیا، تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور دونوں حضرات کے مابین "انساب رجال" سے متعلق ایک لمبی بحث ہوئی پھر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: انساب رجال کو چھوڑ دو وہ تو نہ ہم سے جدا ہوگا نہ تم سے، انساب خواتین میں مذاکرہ کرو، جب شروع کیا تو ہشام خاموش ہوگئے۔ پھر اس کے بعد کہا کرتے تھے: میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرح کسی کو پیدا کرے گا اور کہتے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول علم لغت میں حجت ہے۔

ابو یحییٰ ساجی کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب سے بڑے فصیح تھے، میں نے عرض کیا: کیا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دانت بھی تھے؟ فرمایا: درازگی عمر کی وجہ سے گر گئے تھے۔ میرے والد کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پڑھتا تو ان کو میری قراءت بہت پسند آتی۔

ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب میں بغداد میں داخل ہوا اور باب شام کے قریب ٹھہرا تو لوگ میرے پاس ٹوٹ پڑے اور مجلسیں سجالیں، اسی اثنا میں ابو ثور ایک مسئلہ لے کر آئے تو میں نے کہا: اے ابو ثور! "الإيناس قبل الإبساس" "تعارف کے بعد گفتگو" تو یہ جملہ وہ سمجھ نہ سکے اور کہا: اے ابو عبد اللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: "ایناس" کا معنیٰ ہے: اونٹنی کے تھن کے ارد گرد ہاتھ پھیرنا اور "ابساس" تھن کا ہاتھ سے دوہنا۔

ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رازی-ابو حاتم رازی-حرملہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر کسی کی تعریف اس کی کسی کارکردگی کے بغیر کی جائے تو گویا اسے کچل دیا گیا۔“

اخلاق، مروت اور سخاوت

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - محمد بن یحییٰ فارسی - ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر مجھے علم ہوجائے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے میری انسانیت ختم ہوجائے گی تو ہمیشہ گرم پانی ہی پیوں گا۔

احمد بن عبد اللہ - عبد اللہ بن محمد بن علی - اسلم بن عبد العزیز - ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: میں ایک دن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت آپ بیمار تھے، میں نے عرض کیا: حضور! کیا حال ہے؟ فرمایا: ربیع! بہت کمزور ہوگیا ہوں، ربیع نے کہا: قوّی الله ضعفك“ (اللہ تعالیٰ آپ کی قوت بحال فرمائے/اللہ آپ کی کمزوری کو قوت دے دے) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تب تو کمزوری مجھے مار ڈالے گی؛ کیوں کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ضعف و قوت تو اگر اللہ تعالیٰ نے ضعف کو مضبوط بنادیا تو اپنے مد مقابل یعنی قوت کو ختم کردے گا۔

ربیع کہتے ہیں میں نے حمیدی سے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے کارواں کے ساتھ یمن کی طرف نکلے، پھر دس ہزار درہم لے کر مکہ کا رُخ کیا، تو مکہ کے باہر ہی ایک جگہ خیمہ نصب کرکے قیام فرمایا، مختلف اطراف سے لوگ ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے، جب آپ لوگوں کی ملاقات سے فارغ ہوئے اور نشست گاہ سے اٹھنے لگے تو آپ کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ رہا، سب راہِ خدا میں صرف کرڈالا۔

حسن بن رشیق - سعید بن حمید لخمی - مزنی کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں مقام ”اکوام“ کی طرف نکلا، ایک ٹیلہ سے گزر ہوا، جہاں ایک شخص بڑے حسین انداز میں تیر چلا رہا تھا تو تیر نشانہ پر لگ گیا، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے دیکھ رہے تھے تو فرمایا: ”أحسنت بارك الله فيك“ بہت خوب، پھر مجھ سے فرمایا: کیا تمھارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا تین دینار ہیں، فرمایا: اس شخص کو یہ تینوں دینار دے دو اور میری طرف سے معذرت پیش کردو کہ اس کے

علاوہ اور کچھ ہمارے پاس اس وقت موجود نہیں ہے۔

خلف بن قاسم -حسن بن رشیق -محمد بن یحیٰ فارسی -ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں:
میں نے شادی کی تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم نے مہر کتنا رکھا ہے؟ عرض کیا: تیس دینار، پوچھا: کتنا ادا کر دیا؟ عرض کیا: چھ دینار، تو آپ نے مجھے ایک ہمیانی دی جس میں چوبیس دینار تھے اور مجھے ۲۰۱ھ میں جامع مسجد کا مؤذن مقرر کر دیا۔

خلف -حسن- محمد بن رمضان -ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں: ایک دن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موچیوں کے محلے سے گزرے، آپ کا کوڑا ہاتھ سے گر گیا، ان میں سے ایک شخص اٹھا اور کوڑا اٹھا کر ہاتھ سے صاف کیا اور آپ کو دے دیا، آپ نے اس سے فرمایا: ٹھہرو، تم نے کیا ہی اچھا کیا! اپنے آپ پر مجھے ترجیح دی، میں تمھارا شکریہ کیسے ادا کروں؟ پھر آپ اس جگہ سے کھسکے اور آستین یا جیب میں ہاتھ ڈالا، کچھ دینار نکالے اور مجھ سے کہا: یہ دینار اس شخص کے حوالے کر دو اور میری طرف سے اس کے پاس معذرت پیش کر دو کہ اس وقت ان چند دیناروں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

دینار کے بارے میں ربیع بن سلیمان کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ دینار پانچ تھے یا دس یا اس سے زیادہ لیکن غالب گمان یہ ہے کہ دس تھے۔

اسمٰعیل بن اسحاق -خالد بن سعد -ابو عبیدہ بن احمد بن ابی عبیدہ -ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں میں نے حمیدی سے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "صنعاء" سے آئے اور مکہ کے قریب قیام کیا، آپ اپنے ساتھ رومال میں دس ہزار دینار لیے ہوئے تھے، کچھ اصحاب آپ سے سلام کرنے کے لیے آتے رہے تو مجلس چھوڑنے سے پہلے پہلے سارے دینار ختم کر دیے۔

جوانی کے ایام میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہارون رشید کے دربار میں پیشی

ابو بکر احمد بن محمد بن عبادل- ابو بکر امام محمد بن ابراہیم حرانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ابو ابراہیم مزنی نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات کا ذکر کرتے

ہوئے بیان کیا:

ہارون رشید کے پاس خبر پہنچی کہ یمن کے رہنے والے ایک علوی شخص کو قریش کے کچھ افراد نے مکہ شریف آنے کی دعوت دی، وہ مکہ آیا تو قریشی نوجوانوں کی ایک جماعت اس کے پاس بیعت اور اس کی اتباع کے ارادے سے حاضر ہوئی ہے، ہارون رشید نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو حکم دیا کہ عاملِ مکہ کے پاس پیغام بھیج دو کہ مکہ کے تین سو قریشیوں کو پابہ زنجیر میرے یہاں بھیجے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: انھیں طوق پہنے ہوئے لوگوں میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب ہم عراق پہنچے تو یحییٰ بن خالد کے دربار میں لائے گئے، اس نے کہا: اے جماعت قریش! تمھیں ایک امرِ عظیم کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اگر تمھارے خلاف بلا وجہ کی سازش رچی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ تمھیں اس بلا سے ضرور نجات عطا فرمائے گا۔ میری رائے ہے کہ تم ایک شخص کو منتخب کر لو جو امیر المومنین سے اپنی اور تمھاری طرف سے بات کر سکتا ہو، سب نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: "یہ شافعی ہیں جو ہماری طرف سے بات کریں گے۔" جب کہ میں ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔

پھر ہمیں ہارون کے دربار میں حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: اے معشر قریش! میرے پاس جو خبر موصول ہوئی اس میں قدم رکھنے پر تمھیں کس چیز نے برانگیختہ کیا، ایسے شخص کو پیش کرو جو اپنے اور تمھارے بارے میں مجھ سے کلام کرے لوگوں نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: آپ سے گفتگو کرنے کے لیے ہم نے ان کو پیش کیا۔ میں آگے بڑھا اور میرے ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے تھے، جب اس نے مجھے دیکھا تو اوپر سے نیچے تک نگاہ دوڑائی اور کہا:

کیا میں نے تمھارے فقیر کو غنی نہ کیا؟ بڑے کو بڑا نہ سمجھا؟ چھوٹے کی تلاش نہ کی؟ تمھارے پراگندہ امور کو درست نہ کیا؟ تمھارے ساتھ حسن سلوک نہ کیا؟ ہر طرح کے موسم میں تم پر نوازشات کی بارش نہ کی؟ پھر بھی تمھارا حال یہ ہے کہ آل علی میں سے خوارج کی اتباع کرتے ہو تاکہ تم امت محمدیہ کے خلاف تلوار اٹھاؤ۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ! امیر المومنین کی اصلاح فرما اور اس چیز کی توفیق دے جو تیری رضا کا

سبب بنے۔ بے شک آلِ علی قریش کو اپنا غلام سمجھتے ہیں اور آپ قریش کی قرابت کو جانتے ہیں، تو کیا کسی کا یہ دعویٰ درست ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو اپنا امیر سمجھیں جو ہمیں غلام بنا کے رکھے اور اس کی اتباع کو ترک کر دیں جو ہمارے رشتے کا حق ادا کرے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہارون تھوڑی دیر خاموش رہا پھر کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں مطلب بن عبد مناف کی اولاد سے محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی ہوں، تو رشید نے کہا: ان کو اور ان کے قریشی ساتھیوں کو آزاد کر دو۔

میرے اور میرے ہمراہیوں کے طوق کھول دیے گئے اور رشید نے ہم سب کو پانچ سو دینار اور خاص مجھے پچاس دینار دیے اور یحییٰ بن خالد نے مزید پچاس دینار دیے۔

(ابو عمر کہتے ہیں) رشید نے خلافت کی باگ ڈور ۱۷۰ھ میں سنبھالی اور تیئس (۲۳) سال خلافت کر کے ۱۹۳ھ میں انتقال کر گیا۔

ابو عمر احمد بن محمد بن احمد - ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد شافعی کہتے ہیں کہ میرے کچھ شیوخ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ کیا ہے جس کو میں معنیً بیان کر رہا ہوں:

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے علاوہ نو علویوں کو بغداد لایا گیا اس وقت ہارون رشید رقّہ میں تھا چناں چہ انھیں ہارون رشید کے پاس بغداد سے رقّہ بھیج دیا گیا، ہارون کے پاس اس کے قاضی محمد بن حسن شیبانی موجود تھے (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تلامذہ میں شامل ہیں، ان کے پاس رہ کر ان سے اکتساب علم کیا ہے) جب امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں شافعی بھی شامل ہیں جنھیں گرفتار کر کے حجاز سے لایا گیا ہے اور ان پر رشید کے خلاف بغاوت کی تہمت لگائی گئی ہے تو آپ بہت غمگین ہوئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب سب لوگ رشید کے پاس آئے تو اس نے ان سے کچھ سوالات کیے اور ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا اور ان کی گردنیں مار دی گئیں، البتہ مدینہ کا ایک علوی اور میں دو شخص باقی رہ گئے۔ ہارون نے علوی سے کہا: تو میرا باغی ہے؟ اور یہ گمان کرتا ہے کہ میں خلافت کرنے کا اہل نہیں ہوں؟ علوی نے کہا: اس قول سے مجھے اللہ کی پناہ! پھر ہارون نے اس

کی بھی گردن مارنے کا حکم دے دیا، تو علوی نے کہا: اگر تو واقعی مجھے قتل کرنے کے در پے ہے تو مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں اپنی ماں کے پاس مدینہ خط بھیج سکوں؛ کیوں کہ وہ بوڑھی ہیں، انھیں میری خبر نہیں لیکن اس نے قتل کا حکم دے دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

پھر مجھے پیش کیا گیا اور محمد بن حسن شیبانی اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ہارون نے مجھ سے وہی کہا جو اس نوجوان سے کہا تھا، میں نے کہا: اے امیر المومنین! میں نہ علوی ہوں نہ طالبی بلکہ بنی مطلب سے ہوں، مجھے دھوکا سے قوم میں داخل کر دیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ میں ایک عالم و فقیہ ہوں اور آپ کے قاضی کو میرے بارے میں معلوم ہے۔ میں محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہوں۔

ہارون نے مجھ سے کہا: تم محمد بن ادریس ہو؟ میں نے کہا: ہاں امیر المومنین! پھر محمد بن حسن شیبانی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہ شخص صحیح کہہ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں نیز ان کا علم میں ایک بڑا مقام ہے اور ان کے خلاف جو معاملہ پیش کیا گیا ہے وہ ان کی شان کے خلاف ہے۔ ہارون نے کہا: انھیں اپنے ساتھ رکھو تاکہ میں معاملہ میں غور و خوض کروں پس امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اپنے ساتھ رکھا اور بمشیت ایزدی آپ ہی میری رہائی کا سبب بنے۔

ابو علی حسن بن مکرم بن حسان کہتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ علویوں کے ساتھ گرفتار کر کے ہارون رشید کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: "بخدا جو ہمارے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس کی اطاعت اس شخص کی اطاعت سے بہتر ہے جو کہے کہ یہ میرا غلام ہے" اور اس وقت ہارون پردے کے پیچھے بیٹھا تھا۔

حکیمانہ و ادیبانہ اقوال

خلف بن قاسم - حسن بن رشیق - حسن بن علی بن اسحاق خولانی - اسماعیل بن یحییٰ مزنی کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: جو قوم اپنی عورتوں کی شادی دوسری قوم کے مردوں سے کرے، یا اپنے مردوں کی شادی دوسری قوم کی عورتوں سے کرے اس کی اولاد ضرور احمق ہوگی۔

خلف-حسن بن رشیق-حسن بن ادریس خولانی کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے ایک آدمی کے سوا کبھی موٹا عقل مند نہیں دیکھا اور وہ محمد بن حسن ہیں، کہا گیا: کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ عقل مند سے دو خصلتوں میں سے ایک کبھی جدا نہیں ہوسکتی ایک آخرت اور اس کی جزا پر غم اور دوسری خصلت دنیا اور اس کی معیشت پر غم اور چربی غم کے ساتھ نہیں مل سکتی اور جیسے ہی دونوں چیزیں اس سے جدا ہوئیں پس وہ جانوروں کی فہرست میں داخل ہو گیا اور اسے چربی چڑھ گئی۔

حسن بن رشیق-محمد بن رمضان و محمد بن یحیٰ-محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دوات بائیں طرف رکھ کر استعمال کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا تمھیں یہ مقولہ معلوم نہیں؟ آدمی کا اپنی بائیں طرف دوات رکھنا حماقت کی علامت ہے۔

محمد بن حسن عسقلانی-محمد بن خلف کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر تمھارے پاس اونٹنی ہو تو اسے (حالت نوم یا حالتِ نماز وغیرہ میں) اپنی داہنی آستین سے باندھ دو تاکہ چور اس کی چوری نہ کر سکے۔

محمد بن خلف کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں طبیب کے لیے کوئی حیلہ نہیں: حماقت، طاعون اور بوڑھاپا۔

محمد بن خلف-علی بن یعقوب بن سالم-محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: کسی کے لیے مناسب نہیں کہ ایسے شہر میں رہائش اختیار کرے جہاں نہ تو کوئی عالم ہو نہ ہی طبیب۔

ابو عمر احمد بن محمد بن احمد-ابو القاسم عبید اللہ بن احمد شافعی-ربیع بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کے دل میں خوف خدا نہ ہو اس کی صحبت عار ہے۔

یونس بن عبد الاعلیٰ سے مروی، انھوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: عقل مند وہ نہیں ہے جس کا سابقہ خیر و شر سے ہو تو وہ خیر کو اختیار کرے بلکہ عقل مند وہ ہے جس کے سامنے دو شر ہوں تو ان میں جو آسان تر ہو اسے اختیار کرے۔

یونس کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: انسان کو راہ راست پر لانا جانوروں کو سدھانے سے زیادہ مشکل ہے۔

عبیداللہ بن احمد سے ان کے بعض شیوخ نے بیان کیا کہ ربیع کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

(۱)- آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وفاداروں اور سچوں کی صحبت اختیار کرے جیسے امانت رکھنے کے لیے معتمد اور امین شخص کو تلاش کرتا ہے۔

(۲)- نفس پر سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو بلندی پر پہنچے تو رشتہ داروں پر ظلم کرنے لگے، احسانات کا انکار کرے، شریفوں کی حقارت کرے اور صاحب فضیلت حضرات سے بڑا بننے لگے۔

(۳)- جب آدمی تنگ دستی کے بعد مال داری میں قدم رکھتا ہے تو اس کا نفس چار چیزوں کا حریص ہو جاتا ہے یعنی محسن کی احسان فراموشی کرتا ہے، بیوی کے باوجود لونڈی کو ڈھونڈتا ہے، گھر کو منہدم کرتا ہے اور دوسرے گھر کی تعمیر میں لگ جاتا ہے۔

(۴)- جب بچے کے اندر حیا و خوف جمع ہو جائیں تو اس کی کامیابی کی امید بڑھ جاتی ہے۔

(۵)- جس نے اپنے دوست سے اس کی بساط سے باہر طلب کیا تو اس نے اپنی محرومی کو لازم کر لیا۔

(۶)- جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو اس کو کچھ بھی کہا جائے کوئی ضرر نہیں ہو گا۔

(۷)- برے پڑوسی سے بچ کر رہنا فائدہ مند نہیں ہیں۔

(۸)- جو پارسائی نہیں کرتا وہ ہمیشہ کم عقل ہی رہتا ہے، جس پر گناہوں کی تہمت لگائی جائے وہ خائف و خستہ رہتا ہے اور جو پارسا رہا، مامون رہا جس کا نفس حریص ہو گیا اس کے خواہشات بڑھ گئے اور جو زیادہ نکاح کرتا ہے وہ رسوائی سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔

(۹)- تین خصلتیں ایسی ہیں جنھیں اگر کسی نے چھپا لیا تو گویا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا: مرض طبیب سے، پریشانی دوست سے اور امام کی نصیحت۔

(۱۰)- فریب خوردہ وہ ہے جو خواہشات سے فریب کھا جائے۔

(۱۱)- چار چیزیں ایسی ہین جن کا قلیل بھی کثیر ہے: بیماری، فقر، دشمنی اور آگ۔

(۱۲)-امیدیں انسان کی گردن کاٹ دیتی ہیں جیسے سراب دیکھ کر انسان دھوکا کھا جاتا ہے۔ اور اس سے امید باندھنے والا ناامید ہو جاتا ہے۔

(۱۳)- آپ سے دریافت کیا گیا: کون سی چیزیں انسان کو پستی میں لے جانے والی ہیں؟ فرمایا: تین چیزیں انسان کو پستی میں ڈال دیتی ہیں: (۱) زیادہ بولنا (۲) راز فاش کرنا (۳) ہر ایک پر اعتماد کر بیٹھنا۔

(۱۴)- شریفوں کا غصہ ان کے افعال سے ظاہر ہوتا ہے اور بے وقوفوں کا غصہ ان کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۵)-اچھے کام کو چھوڑ کر انسان کا دوسرے کاموں میں مشغول ہونا تعجب خیز ہے۔

(۱۶)-جس پر دنیا اور اس کی رنگینیوں کی محبت غالب آجاتی ہے تو اہل دنیا کی غلامی اس پر لازم ہو جاتی ہے اور جو لالچ پر راضی ہوتا ہے تو خشوع و خضوع کا دامن اس سے چھوٹ جاتا ہے۔

(۱۷)-جس کی دوستی تمھیں فائدہ نہ دے اس کی دشمنی پر کبیدہ خاطر نہ ہو۔

(۱۸)- امیر مصر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اپنے دربان پر نظر رکھو وہی تمھیں محبوب و مبغوض بناتا ہے، اپنے کاتب کی نگہبانی کرو وہی تمھاری دانش مندی لوگوں پر عیاں کرتا ہے، لوگوں کے اموال سے ہاتھ دور رکھو وہ تمھارے شکر گزار ہو جائیں گے، رعایا کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ ورنہ تمھاری ہیبت جاتی رہے گی۔

(۱۹)-بردباری انسان سے زیادہ مددگار ہے، بردبار کی بردباری کا اوّلین بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے خلاف لوگ اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

(۲۰)-بدکار بخیل سے امید رکھنے والے کا انجام محرومی ہے۔

(۲۱)-جو آخرت کی قدر نہ جانے وہ زاہد کیسے ہو سکتا ہے! وہ دنیا سے کیسے الگ ہو سکتا ہے جو جھوٹی لالچ سے الگ نہ ہو سکے، وہ لوگوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے لوگ جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ نہ ہوں، وہ دانش ور کیسے ہو سکتا ہے جو اپنی بات سے رضائے الٰہی کا خواست گار نہ ہو۔

(۲۲)- خوش حالی کے زمانے پر حسنِ ظن تغییر نعمت کا باعث ہے، اتنا فرمانے کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

أحسنت ظنك بالأيام إذحسنت　　ولم تخف سوء مايأتي به القدر

تم نے ایام کے بھلے ہونے پر توحسن ظن رکھا لیکن تقدیر کے برے نتیجے کا خوف نہ کیا۔

وسالمتك الليالي فاغتررت بها　　وعند صفو الليالي يحدث الكدر

زمانے (راتوں) نے تمھیں محفوظ رکھا توتم اس پر فریفتہ ہو گئے لیکن (یہ نہیں معلوم ہے کہ؟) چمکتی راتوں میں ہی کدورت دکھائی دیتی ہے۔

ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ خاموش رہے، کہا گیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! جواب نہیں دیں گے؟ فرمایا: میں سوچ رہا ہوں کہ بھلائی کس میں ہے؟ خاموش رہنے میں، یا جواب دینے میں۔

تاریخ وفات اور مدت عمر

خلف بن قاسم-حسن بن رشیق- محمد بن یحییٰ بن آدم-ربیع بن سلیمان مؤذن کہتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے پاس مصر ۲۰۰ھ میں تشریف لائے اور آخری رجب جمعہ کی رات ۲۰۴ھ میں وفات پائی، اس وقت آپ کی عمر پچپن سال کی تھی۔ آپ سر اور داڑھی کے بالوں میں گہرے سرخ رنگ کا خصاب لگاتے تھے۔

خلف-حسن بن رشیق-حسین بن محمد ضحاک-ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رجب کی آخری تاریخ جمعہ کی رات ۲۰۴ھ میں وفات پائی اور جمعہ ہی کے دن بعد نماز عصر مدفون ہوئے، ان کی نماز جنازہ امیر مصر سری بن حکم نے پڑھائی۔

خلف بن قاسم-حسن بن رشیق-محمد بن یحییٰ فارسی کہتے ہیں: میں نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے سنا: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

حسن بن رشیق-عبید اللہ بن ابراہیم مقری-حسن بن محمد زعفرانی کہتے ہیں: مجھ سے ابو عثمان بن شافعی نے بیان کیا: میرے والد کا وصال مصر میں ہوا، اس وقت ان کی عمر اٹھاون سال تھی۔

ابو علی حسن بن محمد بن صباح زعفرانی سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: جب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عراق سے مصر جانے کا ارادہ فرمایا تو مجھے یہ اشعار سنائے۔

أخيّ أرى نفسي تتوق إلىٰ مصر   ومن دونها قطع المفاوز والقفر

اے میرے بھائی! میرا نفس مصر جانے کا مشتاق ہے لیکن وہاں تک پہنچنے میں لق ودق صحرا طے کرنا پڑے گا۔

فوالله ما أدري أللفوز والغنى   أساق إليها أم أساق إلىٰ قبري

بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ کامیابی اور مال داری کے لیے وہاں جا رہا ہوں یا اپنی قبر کی طرف۔

زعفرانی کہتے ہیں کہ واللہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مصر کا سفر دونوں کے واسطے کیا۔ ابن عبد الحکم و حرملہ بن یحییٰ سے بھی یہی مروی ہے۔

آپ کی قبر کے سرہانے کندہ کیا ہوا پتھر

حسن بن رشیق کہتے ہیں: میں نے امام شافعی کی قبر کے سرہانے کندہ کیا ہوا پتھر دیکھا اس پر درج ذیل عبارت مکتوب ہے:

هذا مايشهد عليه محمد بن إدر يس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبيد بن عبد يز يد بن هاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرّة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فِهر بن مالك بن نضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مُضر بن نزار بن معدّ بن عدنان بن أدد بن الهُمَيسع بن النبت بن إسمٰعيل بن إبراهيم خليل الرحمٰن صلى الله على نبينا وعلى إبراهيم وعلى جميع الأنبياء والرّسل أجمعين.

يشهد أن لاإله إلّا الله وحده لا شريك لهٗ. توفي ليوم بقي من رجب سنة أربع ومئتين.

یعنی: محمد بن ادریس... گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔
آخری رجب ۲۰۴ھ کو وفات پائی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تلامذہ کا بیان

مکہ مکرمہ کے متعدّد علمانے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اخذ علم کیا ہے ان میں سے بعض کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) ابو بکر حمیدی: یہ سفیان بن عیینہ کے پاس اخذ علم میں امام شافعی کے ہم درس تھے ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے: عبداللہ بن زبیر بن عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزّیٰ بن قصی بن کلاب قرشی اسدی۔ آپ معتمد اور صاحب فضیلت فقہاے محدثین اور معتبر حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان کی غایت درجہ تعظیم کرتے تھے اور ابن عیینہ کے دوسرے شاگردوں پر انھیں فضیلت دیتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پوچھا گیا کہ ابن عیینہ کے بارے میں کون زیادہ حجت ہے، علی بن مدینی یا حمیدی؟ فرمایا: حمیدی مرد میداں ہیں اور ابن عیینہ کی حدیث کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں اور ان کے بارے میں سب سے قوی حجت ہیں۔

حمیدی نے ربیع الاول ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

(۲) ابو اسحاق ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن عباس بن عثمان بن شافع مطلبی: یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بھتیجے ہیں، انھوں نے ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کی ہے، ثقہ و حافظ حدیث تھے، فقہ میں ان سے کوئی خاص ذخیرہ مروی نہیں، مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی، ان سے ایک جماعت نے حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۳) ابو بکر محمد بن ادریس ورّاق حمیدی: شریف الطبع اور ثقہ تھے، حمیدی کے ہم عمر تھے اور اُن کو اپنا سب سے بڑا شیخ سمجھتے تھے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی اخذ علم کیا، مجھے ان کی وفات کے بارے میں علم نہیں۔ [1]

(1) "العقد الثمین في تاریخ البلد الأمین" ج:۱۰، ص:۴۲۰ میں ہے: انھوں نے ۲۶۷ھ میں وفات پائی۔ ۱۲

(۴) ابو الولید موسیٰ بن ابی الجارود بن عمران: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہے، آپ کی کتابیں لکھیں اور آپ سے فقہ حاصل کیا۔

ابوالولید اور داؤد بن علی کے مابین قیاس سے متعلق مراسلات ہوتے تھے، داؤد بن علی نے ان کے پاس خط بھیجا جس میں انھوں نے قیاس کا رد کیا تھا۔ ـــــــ وفات کا علم نہ ہو سکا۔

ان چاروں بزرگوں نے مکہ شریف میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی، اخذ علم کیا اور بغداد جانے سے پہلے انھیں کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

(۵) ابو علی حسن بن محمد بن صباح بزّار زعفرانی: فصاحت و بلاغت میں یکتا اور عربی زبان و ادب پر کامل دست گاہ رکھتے تھے، علما نے ان کی جلالتِ علمی کا بھرپور اعتراف کرکے امام شافعی کی کتابوں کی قراءت کے لیے انھیں منتخب کیا، یہ پہلے اہل عراق کے مذہب کی طرف مائل تھے پھر اسے چھوڑ کر مذہب شافعی اختیار کر لیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تیس رسالوں پر مشتمل ان کی کتاب پڑھی اور املا بھی کیا، بعد میں یہ رسالے "الكتاب البغدادي" یا، "الكتاب القديم" کے نام سے مشہور ہوئے اور جو رسالے مصر میں تحریر کیے وہ "الكتاب الجديد" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور زعفرانی بغداد میں لوگوں کو امام شافعی کی کتابیں پڑھاتے تھے اور امام شافعی سے بغداد میں ان کے علاوہ کسی نے نہیں پڑھا۔ انھوں نے ابن عیینہ سے بھی اخذ علم کیا۔ ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

(۶) ابو علی حسین بن علی کرابیسی: یہ ایک ماہر عالم و مصنف تھا، بادشاہ کے فتاویٰ اس کے پاس آیا کرتے تھے اس کے باوجود وہ تند نظر، جھگڑالو اور بہت بڑا متکبر تھا۔

ابتدا میں مذہب حنفی کا معتقد تھا مگر جب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد آئے اور ان سے اس کی ملاقات ہوئی تو آپ کے تفقہ سے متاثر ہو کر ان کے بغدادی تلامذہ میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ اس کی تصنیفات کی تعداد دو سو کے قریب بتائی جاتی ہیں۔

اس کے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مابین گہری دوستی تھی لیکن جب قرآن کے بارے میں اس نے آپ کی مخالفت کی تو دوستی دشمنی میں بدل گئی اور ہر کوئی ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: جس نے کہا قرآن مخلوق

ہے، وہ جہمی ہے، جس نے کہا قرآن کلام اللہ ہے اور مخلوق و غیر مخلوق ہونے کا قول نہ کیا وہ واقفی ہے۔ اور جس نے کہا قرآن کا لفظ مخلوق ہے، وہ بدعتی ہے۔ اس کے بر خلاف کرابیسی، عبد اللہ بن کلّاب، ابو ثور، داؤد بن علی و غیرہ کہتے تھے: قرآن وہ ہے جس کا اللہ نے تکلم فرمایا وہ اللہ کی صفت ہے اس پر خلق کا قول جائز نہیں اور تالی کا تلاوت کرنا اور قرآن کا تکلم کرنا اس کا کسب اور ذاتی فعل ہے جو مخلوق اور کلام اللہ کی حکایت ہے قرآن نہیں ہے۔ اور حمد و شکر جو غیر اللہ ہیں ان کے مشابہ ہے پس جس طرح حمد و شکر اور تکبیر و تہلیل میں اجر کا مستحق ہو گا اسی طریقہ سے تلاوت قرآن پاک میں بھی مستحق اجر و ثواب ہو گا۔

داؤد بن علی نے کتاب "الکافی" میں اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب بتایا ہے لیکن شوافع نے اس کا انکار کیا ہے اور فاسد قرار دیا ہے، ان حضرات کا کہنا ہے: امام شافعی نے ایسا کبھی نہیں کہا۔

حنابلہ نے حسین کرابیسی کو چھوڑ دیا اور بدعتی قرار دیا اور اس پر اور اس کے سارے متبعین پر طعن و تشنیع کی ہے۔

حسین کرابیسی کا انتقال ۲۵۶ھ میں ہوا۔

(۷) ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی: ابتدا میں فقہ حنفی کی تحصیل کی پھر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچے، اخذ علم کیا اور متعدّد کتابیں سماعت کیں۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں جن میں انھوں نے اختلاف کو ذکر کر کے اپنے موقف پر دلیلیں قائم کی ہیں، ایک کتاب ایسی بھی ہے جس میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اختلافات کا تذکرہ کیا ہے اور اپنا مذہب بھی ظاہر کیا ہے لیکن اس کتاب اور اپنی دوسری کتابوں میں مذہب شافعی کی طرف زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔

۲۴۰ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

(۸) ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ایک جری قوم کے ساتھ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ درس میں شمولیت کے ارادے سے بغداد تشریف لائے، علم حدیث میں بالخصوص اور دیگر علوم میں بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا، آپ جلیل القدر امام حدیث، پاک باز متقی، عبادت گزار،

متصلب فی الدین اور اہل بدعت پر نہایت سخت تھے، محدثین کے مذہب کے مطابق فقہ میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے یعنی آپ امام المحدثین ہیں۔

آپ نے بروز جمعہ ۷ یا ۱۸/ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

ابن ابی خثیمہ نے کہا: رجب ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

(۹) ابو عبید قاسم بن سلام: آپ باعزت عالم جلیل تھے، معرفت لغت میں ان کی اپنی شان تھی، امام شافعی کی صحبت اختیار کی اور آپ کی کتابیں لکھیں، آپ بغدادی الاصل ہیں نیز علوم میں آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔

محرم ۲۳۴ھ میں مکہ میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر تہتر سال تھی۔

(۱۰) ابو عبد الرحمن احمد بن محمد بن یحییٰ اشعری بصری : آپ مذہب شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر یقین کے ساتھ قائم رہنے اور اس کا دفاع کرنے کی وجہ سے شافعی سے مشہور تھے یہاں تک کہ اس کے دفاع کے لیے مناظرے بھی کیا کرتے تھے، بغداد میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہے۔

اپنی جلالت علمی، علم کلام میں مہارت اور اختلاف و اتفاق کے عالم ہونے کی وجہ سے شاہان زمانہ اور عظمائے وقت کے مابین بلند رتبہ تھے۔

آپ کا شمار ان دس حضرات میں ہوتا تھا جن کو خلیفہ مامون رشید نے اپنی مجلس کے لیے اپنے سامنے خطاب کے لیے منتخب کیا تھا اور جنھیں اپنا بھائی قرار دیا اور اپنے دیوان میں نمایاں جگہ دی۔ آپ کی تصنیفات بہت زیادہ ہیں۔

آپ نے بغداد میں وفات پائی۔

(۱۱) ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد معروف بہ ابن راہویہ: آپ تمیمی ہیں، خراسان کے قبیلۂ مرو سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ دنوں تک نیساپور میں بھی قیام فرمایا۔

جلیل القدر عالم اور حافظ حدیث ہیں، فقہ میں کثیر تصنیفات کے مالک ہیں۔

صرف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے مذہب پر قائم نہ رہے بلکہ اختیار مذہب میں ابو ثور کا طریقہ اختیار کیا مگر معانی حدیث اور اتباع سلف میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف زیادہ رجحان

تھا۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی صحبت اختیار کی ہے۔

۱۴/ شعبان ۲۳۴ھ میں نیساپور میں وفات پائی، اس وقت آپ ۷۷ سال کے تھے۔

(۱۲) ابو حفص حرملہ بن یحییٰ بن حرملہ بن عمران بن قراد تجیبی: آپ نے مصر میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی اور تحصیل علم کیا، آپ کی فقاہت سے متاثر ہوئے اور کبھی ان کی مخالفت نہ کی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابوں کے اجزا کی روایت میں آپ کو ربیع پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ جیسے: "کتاب الشروط" اس کے تین اجزا ہیں "کتاب السنن" دس اجزا، "کتاب الشجاع" اور ایک حصہ وہ ہے جو اونٹ اور بکریوں کے الوان وصفات اور عمروں کے بیان پر مشتمل ہے ان اجزا کو آپ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے اور کچھ ایسی کتابیں ہیں جن کی روایت میں آپ منفرد ہیں البتہ کتاب "الأمّ" کی روایت ربیع بن سلیمان کے ساتھ کی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ میں آپ سب سے زیادہ عمر دراز تھے۔

مصر میں ۲۶۶ھ میں وفات پائی۔

(۱۳) ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ بویطی: آپ صاحب فضل وکمال بزرگ اور عمر میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اپنے حلقۂ درس کا مسند نشیں اور قائم مقام بنا دیا تھا۔ آپ بہت عظیم فقیہ، عالم دین اور اپنے مقربین کے لیے نرم خو تھے۔ غربا آپ کے فیض علم سے مستفیض ہونے آتے تو آپ انھیں قریب کرتے اور امام شافعی اور ان کی کتابوں کے فضل وکمال سے آشنا کرتے جس کے نتیجے میں مصر میں کتب شافعی کے طلب گاروں میں وافر اضافہ ہوا وہ فرماتے تھے: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اس کا حکم دیا اور فرمایا ہے کہ غریب ونادار اور امیر سارے طلبہ سے صبر سے کام لینا اور یہ شعر سنایا:

أهين لهم نفسي لأكرمهابهم ولن يكرم النفس التي لا يهينها

میں خود کو طلبہ کے سامنے ان کے احترام کرنے کی وجہ سے بے حیثیت رکھتا ہوں، جو خاکساری نہیں کرے گا اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی۔

قاضی مصر ابن ابو اللیث حنفی آپ سے حسد اور دشمنی رکھتے تھے، جب خلق قرآن سے

متعلق آزمائش کے وقت کچھ لوگوں کو مصر سے نکال کر بغداد روانہ کیا گیا تو انھیں کے ہمراہ بویطی نے انھیں بھی مصر سے نکال دیا تھا۔ پھر آپ بغداد روانہ کر دیے گئے وہاں آپ کو قید کر دیا گیا اس کے باوجود جب کبھی قرآن سے متعلق آپ سے پوچھا جاتا تو فرماتے: قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے۔

۲۳۱ھ بروز جمعہ قبل نماز قید خانہ ہی میں آپ کا وصال ہوا۔

(۱۴) ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن عمرو بن مسلم مزنی: آپ عالم وفقیہ، جلیل القدر مناظر، صاحب بصیرت متکلم اور خوش بیان خطیب تھے نیز مذہب شافعی اور اس کے تحفظ میں پیش پیش رہتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر ان کی بہت سی فقید المثال کتابیں ہیں جن میں سرفہرست "المختصر الکبیر" ہے جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس پر معتقدین مذہب کا عمل ہے کئی حضرات نے اس کی شرحیں لکھی ہیں جیسے: ابو اسحاق مروزی، ابوالعباس بن سریج وغیرہ۔ اور سو سے زائد حصے مختلف فنون کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ آپ نے مخالفین مذہب شافعی کا منہ توڑ جواب بھی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت نظر وفکر، دقیقہ سنجی و نکتہ فہمی کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کی کتابوں اور مختصرات کا چرچا کرۂ ارض کے ہر چہار جانب ہوا، آپ تقویٰ، دیانت داری اور زہد وورع کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے، محتاجی اور تنگ حالی پر صبر کرتے تھے۔

معاندین آپ کی طرف خلقِ قرآن کے قول کی نسبت کرتے ہیں جو یکسر غلط ہے جس کے نتیجے میں مصر کے متعدّد افراد آپ پر برانگیختہ ہو گئے اور آپ کی مجلس میں صرف دس اصحاب باقی رہ گئے۔ اس کی طرف جعفر کاتب نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

والمزني الذي إليه نعشو إذا دهرنا ادلهّما

وہ مزنی ہی ہیں کہ جب ہم پر قحط سالی آتی ہے تو انھیں کی بارگاہ میں عریضہ پیش کرتے ہیں۔

ہم سے ابو عمر احمد بن محمد بن احمد نے بیان کیا، ان سے ابوالقاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد شافعی نے بیان کیا، ان سے مصر کے بعض شیوخ نے بیان کیا: مصر میں ایک شخص نے (جس کے

بارے میں لوگ کہتے تھے کہ وہ ابدال ہے) خواب دیکھا پھر صبح کو مصر کی جامع مسجد میں زور سے چیخا، اے اہلِ مصر! میرے پاس آجاؤ۔ لوگ جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: تم سب خطا کے شکار ہو توبہ واستغفار کرو، لوگوں نے کہا کس چیز سے توبہ کریں؟ اس نے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں مسجد میں ہوں اور سارے چراغ گل ہو گئے صرف ایک چراغ اس ستون کے پاس جل رہا ہے جہاں مزنی بیٹھے ہیں۔ آؤ تمھیں دکھاؤں چناں چہ اس ستون کے پاس لوگوں کو لے گیا جہاں مزنی بیٹھتے تھے، اس کے بعد مزنی کی طرف لوگوں کا تانتا بندھ گیا، سب کے دلوں میں ان کی محبت جاگزیں ہو گئی اور حلقۂ درس وسیع تر ہو گیا یہاں تک کہ جامع مسجد کی اکثر جگہیں پُر ہو گئیں اور آپ پر جو تہمت تھی وہ سب کے دلوں سے نکل گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ خواب اس طرح تھا کہ سارے چراغ بجھ گئے، مسجد تاریک ہو گئی اور مزنی نے سارے چراغوں کو روشن کیا جس سے مسجد منور ہو گئی۔

آپ نے چہار شنبہ ۲۴؍ ربیع الاول ۲۶۴ھ کو وفات پائی۔

(۱۵) ابو عثمان محمد بن محمد بن ادریس شافعی: آپ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے ہیں۔ کنیت کے بارے میں اختلاف ہے ایک جماعت علما کا موقف ہے کہ ابو عثمان ہے مگر صحیح ابو الحسن ہے۔ اپنے والد کے مذہب کے دل دادہ تھے اور شام کے والی بھی رہ چکے ہیں۔

۲۴۲ھ میں وفات پائی، ایک قول ۲۳۲ھ کا بھی ملتا ہے۔

(۱۶) ابو علی عبد العزیز بن عمران بن ایوب بن مقلاص: خُزاعہ کے آزاد کردہ ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

مصر میں ۲۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۷) ابو موسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ صدفی: باکمال فقیہ و محدث اور بالغ نظر مفسر تھے۔ سفیان بن عیینہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی اور ان سب سے روایتیں بھی کیں، ابن وہب کی تصنیفات اور "مؤطا امام مالک" کی بھی روایت کی ہے۔

نافع مدنی کی قراءت ان ہی سے مروی ہے جسے انھوں نے "ورش" اور "قالون" سے نقل کیا ہے۔

مصر میں ۲۶۴ھ میں وفات پائی۔

(۱۸) ابو عبد اللہ ہجر بن نصر بن سابق خولانی: سعد بن خولان کے آزاد کردہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ فیض سے کسب فیض کیا، آپ کوئی فقیہ نہیں تھے بلکہ ایک صالح اور نیک مرد تھے۔

مصر میں شب دوشنبہ ۸/ شعبان المعظم ۲۶۷ھ میں وفات پائی اور نماز جنازہ آپ کے بھائی ادریس بن نصر نے پڑھائی۔

(۱۹) ابو عبد اللہ احمد بن یحیٰ وزیری: تجیب کے آزاد کردہ ہیں، امام شافعی سے تحصیل علم کیا اور ان سے چند مسائل کی روایت کی ہے۔

مصر میں ۲۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

(۲۰) ابو محمد ربیع بن سلیمان مرادی: تادم حیات جامع مسجد کے مؤذن رہے، جس میں آپ سے پہلے کوئی اذان دینے والا نہیں تھا۔ مدت دراز تک صحبت شافعی میں رہے، خدمت کی اور اخذ علم کیا۔

(۲۱) مفتی مصر اشہب بن عبد العزیز: کنیت ابو عمرو، نام مسکین اور لقب اشہب ہے جو نام پر غالب ہے۔ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عمر تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد تھے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل و مناقب خوب بیان کرتے اور کثیر اقوال میں ان کا اتباع بھی کرتے تھے، جب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصر تشریف لائے تو مذاکرۂ فقہ کیا کرتے تھے۔ آپ مذہب مالکی کے عظیم محقق، شان دار فقیہ اور صاحب فکر عالم دین تھے، مصر کا خراج آپ ہی تحریر کیا کرتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب میں مصر آیا اشہب بن عبد العزیز سے بڑا فقیہ کسی کو نہ پایا۔

رجب ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

(۲۲) عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین بن لیث: کنیت ابو محمد ہے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقد تھے لیکن امام شافعی سے دوستی کی وجہ سے اخذ علم کیا اور

روایت بھی کی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بغداد سے مصر آئے تو انھیں کے یہاں قیام کیا اور وہیں وفات پائی، بنو عبد الحکم کی قبرستان میں مدفون ہوئے اور ان لوگوں نے آپ کی قبر پر گنبد کی تعمیر کرائی۔

رمضان ۲۱۴ھ میں وفات پائی۔

(۲۳) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین: جلیل القدر فقیہ، عالم نبیل اور اہل زمانہ میں ممتاز تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی، علم حاصل کیا اور آپ کی کتابیں بھی نقل کیں۔ ان کے والد عبد اللہ بن عبد الحکم انھیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قریب کرتے اور حکم دیتے کہ شافعی اور اشہب کی پناہ میں رہو لہٰذا محمد، ان دونوں بزرگوں سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب رہنے لگے۔

ابو عبد اللہ محمد بن ربیع جیزی سے روایت ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے تھے: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے چالیس حصوں پر مشتمل کتاب ''أحکام القرآن'' اور امام محمد بن حسن سے سات اجزا پر مشتمل کتاب ''الرّد'' سماعت کی ہے۔ محمد بن حسن کے سنن سے متعلق دو جز ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ نیز آپ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کتاب الوصایا کی روایت کی جس کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے علاوہ کسی دوسرے نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کے نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جو باتیں حدیث مسند کے خلاف ثابت ہوتیں ان کا رد کرتے اور اس معاملے (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ترک مسند کا عیب لگانے) میں مذہب مالک سے مدد لیتے۔

ذوالقعدہ ۲۶۸ھ میں وفات پائی۔

(۲۴) ہارون بن محمد ایلی: عظیم فقیہ تھے، امام شافعی کی صحبت اختیار کی، اخذ علم کیا اور روایت بھی کی ہے۔

(۲۵) ہارون بن سعید بن ہیثم : قیس کے آزاد کردہ ہیں، ایلی سے بھی مشہور ہیں، صاحب قدر و منزلت فقیہ اور شرف و بزرگی والے عالم ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی، اخذ علم کیا اور سماعت بھی کی۔
۶/ ربیع الاول ۲۵۳ھ میں وصال ہوا۔

(۲۶) ابراہیم بن ہرم: یکے از شاہان مصر، آپ کو ابن ہرم عاری بھی کہا جاتا ہے، اہتمام علم اور جستجوے علم میں مشہور تھے مگر مشاغل دنیا کی وجہ سے آپ کا تذکرہ مخفی رہا، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اخذ علم کیا اور کتابوں کی روایت کی۔

(۲۷) ابو محمد بن سوّاد بن اسود بن عمرو بن محمد عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامری:

رجب ۲۴۵ھ میں وفات پائی۔

(۲۸) بشر بن بکر: امام اوزاعی کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا پھر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی بیش تر مسائل سیکھے۔

(۲۹) قحزم بن عبد اللہ بن قحزم اسوانی: کنیت ابو حنیفہ ہے، قبطی الاصل ہیں، اسوان میں قیام پذیر رہے اور مذہب شافعی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہ کر تحصیل علم کی اور کثیر کتابیں نقل کیں نیز باب سنن و احکام میں دس اجزا کی روایت بھی کی ہے۔

آپ کی وفات ۲۷۱ھ میں مقام اسوان میں ہوئی۔

(ابو عمر کہتے ہیں:) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب کے ہمراہ مصر گئے تھے۔ وہیں عباس نے آپ کی صحبت اختیار کی۔ یہ ۱۹۸ھ کا واقعہ ہے۔

مکہ معظّمہ، بغداد اور مصر کے مذکور علماے شوافع میں سے بے شمار افراد نے اخذ علم کیا۔

ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل ترمذی کی تصریح کے مطابق ان لوگوں کی تعداد دو سو کے قریب ہے جنھوں نے ربیع بن سلیمان سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں حاصل کیں اور اس کے لیے ہر چہار دانگ عالم سے ان کی بارگاہ کا سفر کیا۔ نیز آپ نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان تلامذہ کا بھی ذکر کیا ہے جنھوں نے ان کے مذہب پر اعتماد تو کیا لیکن بعض مسائل میں ان کی مخالفت بھی کی ہے۔

(ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر فرماتے ہیں:) مجھ سے ایک شخص نے پوچھا: کیا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی نے کلام کیا ہے؟ میں نے یحییٰ بن معین کے بارے میں سنا ہے کہ انھوں نے کلام کیا ہے۔

میں نے کہا: ابن وضّاح سے مروی ہے کہ ان سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہا: میں نے ابن معین سے (منیٰ میں عقبہ کے پاس) دریافت کیا تو فرمایا: شافعی ثقہ نہیں ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: یحییٰ بن معین تو امام شافعی پر کلام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: یحییٰ بن معین کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کیا معلوم؟ وہ نہ ان کو جانتے ہیں نہ ہی ان کے اقوال کو اور جو شخص کسی سے ناواقف ہوتا ہے تو اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچ فرمایا کہ یحییٰ بن معین کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال کی خبر نہیں؛ کیوں کہ ایک بار ان سے تیمم کا ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: ابن وضاح کا یحییٰ بن معین کی طرف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں عدم توثیق کا قول منسوب کرنا ان پر افترا ہے لیکن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کا یہ قول ان کے اس گمان پر محمول ہے کہ انھوں نے ابن وضاح کی ایک کتاب دیکھی جس میں لکھا تھا: میں نے یحییٰ بن معین سے شافعی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ثقہ ہیں، جب کہ ابن وضّاح امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے، لہٰذا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کا یہ قول ابن وضاح پر خود افترا ہے۔

خالد بن سعد کہتے ہیں کہ ابن وضاح نے جس شافعی کے بارے میں یحییٰ بن معین سے پوچھا تھا وہ ابراہیم بن محمد شافعی ہیں نہ کہ محمد بن ادریس شافعی۔

(ابوعمر فرماتے ہیں:) یہ سب بلا وجہ کی صفائی پیش کرنا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کلام کیا گیا ہے۔ جب کہ یحییٰ بن معین سے متعدّد طریقوں سے ثابت ہے کہ انھوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کلام کیا ہے جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یحییٰ بن معین کو اس سے منع بھی کیا ہے اور فرمایا: تمھاری آنکھوں نے کبھی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سا نہیں

دیکھا، نیز ان سے فرمایا: اے ابوزکریا! تم امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال کے معانی و مفاہیم سے واقف نہیں ہو اور جو کسی سے ناواقف ہوتا ہے اس سے دشمنی کر بیٹھتا ہے۔

یحییٰ بن معین امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف و توصیف اور توثیق میں خوب مبالغہ کرتے تھے، ان سے کہا گیا: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی رائے کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: وہ تو اس سے بہت دور تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ترش رائے تھے، آپ کی مذمت کرتے اور آپ کے مذہب سے قطعاً راضی نہ تھے۔[1]

محمد بن اسحاق، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم، عبد الرحمن بن زید بن اسلم اور عبد الرحمن بن ابی الزناد امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی امامت اور دنیاوی جاہ و جلال پر حسد کی وجہ سے ان پر کلام کیا کرتے تھے۔

نوٹ:- علما اگر آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح کا کلام کریں تو اس کی طرف توجہ کرنا مناسب نہیں ہے اور نہ ائمۂ کرام اور علمائے عظام کے بارے میں ایسے اقوال پر اعتماد کیا جائے۔[2]

---

(1) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحیح ترین روایت سے ثابت ہے کہ انھوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے "شرح مختصر الروضة" کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ۱۲

(2) حافظ ابن عبد البر نے اپنی اس عبارت سے ان سارے طعنوں کا رد کیا ہے جن کو پہلے، علما سے ائمۂ کرام کے بارے میں نقل کیا ہے۔ ۱۲

مرثیہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادیب فاضل ابوبکر محمد بن حسن بن درید ازدی نحوی نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرثیہ میں درج ذیل قصیدہ لکھا:

بملتفتيه للمشيب طوالع ذوائد عن وِرد التصابي روادع

آپ کے دونوں رخساروں میں بوڑھاپے کے آثار نمایاں ہیں جو بچپن اور کھیل کود کی طرف مائل ہونے سے روک رہے ہیں۔

تصرفه طوع العنان وربما دعاه الصبا فاقتاده وهو طائع

وہ آثار انھیں لگام کی اطاعت سے روک رہے ہیں، اور کبھی کبھی بچپن انھیں دعوت دیتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہیں اور وہ خود آپ کا تابع ہوجاتا ہے۔

ومن لم يزعه لبه وحياءه فليس لهٗ من شيب فوديه وازع

اور جس کو اس کی عقل وحیا نہ روک سکی اس کو اس کے بالوں کی سفیدی سے کون روک سکتا ہے۔

هل النافر المدعو للحظ راجع ام النصح مقبول أم الوعظ نافع

کیا بدکنے والا شخص جسے دعوت خیر دی جارہی ہے اپنے حصے کو قبول کررہا ہے؟ یا نصیحت مقبول ہوتی ہے یا وعظ نفع بخش۔

أم الهمك المهموم بالجمع عالم بأن الذي يوعى من المال ضائع

یا دنیا کمانے میں مصروف غم زدہ شخص یہ جانتا ہے؟ کہ جو مال وہ جمع کررہا ہے اسے ضرور ضائع ہونا ہے۔

وأن قصاراه على فرط ضنه　　فراق الذي أضحى له وهو جامع

جس مال کو جمع کرتے ہوئے وہ بندۂ بے دام ہو چکا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حد درجہ حفاظت کے باوجود بھی وہ اس سے جدا ہو جائے گا۔

ويخمل ذكر المرء ذي المال بعده　　ولكن جمع العلم للمرء رافع

مال دار شخص کا ذکر مرنے کے بعد ماند پڑ جاتا ہے، لیکن تحصیل علم، انسان کے نام کو بلند کر دیتی ہے۔

ألم تر آثار ابن ادريس بعده　　دلائلها في المشكلات لوامع

کیا تم نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جمع کردہ آثار نہ دیکھے کہ مشکلات میں جن کے دلائل چمک رہے ہیں۔

معالم يفنى الدهر وهي خوالد　　وتنخفض الأعلام وهي فوارع

وہ ایسے نشانات ہیں کہ زمانہ فنا ہو جائے گا لیکن وہ باقی رہیں گے اور پہاڑ پست ہو جائیں گے لیکن وہ بلند رہیں گے۔

مناهج فيها للهدى متصرَّف　　موارد فيها للرشاد شرائع

وہ ایسے منہج ہیں جن میں ہدایت کے لیے جائے تصرف ہے اور راہِ راست پر چلنے کے ان میں ظاہر و باہر مورد ہیں۔

ظواهرها حكم و مستنبطاتها　　لما حكم التفريق فيه جوامع

جن کے ظاہری نصوص سراپا حکم ہیں اور مستنبط کردہ مسائل مختلف احکام کے جامع ہیں۔

لرأي ابن ادريس ابن عم محمد　　ضياء إذا ما اظلم الخطب ساطع

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے میں ایسی روشنی ہے جو حالات کے تاریک ہونے کے وقت بلند ہوتی ہے۔

اذا المعضلات المشكلات تشابهت　　سما منه نور في دجاهن صادع

جب سخت اور مشکل امور یک جا ہوتے ہیں تو اس سے ایک کرن پھوٹتی ہے جو ان

مشکلات کی تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے۔

أبی الله إلا رفعه وعلوه　　وليس لما يعليه ذوالعرش واضع

اللہ تعالیٰ نے ان کو رفعت و بلندی ہی بخشی اور جسے صاحب عرش بلند کر دے اسے کوئی گرا نہیں سکتا۔

توخى الهدىٰ واستنقذته يد التقى　　من الزيغ إن الزيغ للمرء صارع

ہدایت کو اپنایا اور دست تقویٰ نے انھیں انحراف حق سے بچا لیا، بے شک حق سے انحراف انسان کو زمیں بوس کر دیتا ہے۔

ولاذ بآثار النبي فحكمه　　لحكم رسول الله في الناس تابع

آپ نے حضور ﷺ کی احادیث کی پناہ لی، پس آپ کا حکم لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق ہے۔

وعوّل في أحكامه وقضائه　　على ما قضى التنزيل والحق ناصح

اپنے احکام اور فیصلوں میں قضائے الٰہی پر اعتماد فرمایا اور حق آپ کا ناصح رہا۔

بطيئ عن الرأي المخوف التباسه　　إليه إذا لم يخش لبسا مُسارع

ان کے نزدیک جس رائے کے التباس کا خوف ہوتا اس سے دور اور جہاں التباس کا خدشہ نہ ہوتا اس کی طرف سبقت کر جاتے۔

جرت ببجور العلم إذ صار ذكره　　لها صادرًا فى العالمين ينابع

علم کے سمندروں کے ساتھ چشمے رواں ہو گئے جب ان کے علوم کا تذکرہ سارے جہان میں گشت کرنے لگا۔

وأنشا لهٗ منشيه من خير معدن　　خلائق هن الباهرات البوارع

ان کے خالق نے ان کو خزانۂ رحمت سے ایسے اخلاق سے نوازا جو واضح اور فضل و کمال میں کامل ہیں۔

تسربل بالتقوى وليدا وناشئا　　وخص بلُب الكهل مذهو يافع

بچپن ہی سے تقویٰ و پرہیزگاری کا لبادہ اوڑھ لیا اور بلوغ کے ساتھ ہی دماغ پیری سے متّصف ہو گئے۔

وهُذب حتى لم تشر بفضيلة إذا التمست إلا إليه الأصابع

ایسے مہذب کہ اگر کسی فضیلت کی تلاش ہوتی تو انگلیاں انھیں کی طرف اشارہ کرتیں۔

فمن يك علم الشافعي إمامه فمرتعه في ساحة العلم واسع

جو علم شافعی کو اپنا امام اور مقتدیٰ بنا لے تو میدانِ علم و معرفت میں اس کی گرفت وسیع ہو جاتی ہے۔

سلام على قبر تضمن روحه وجادت عليه المدجنات الهوامع

سلام اس قبر پر جو ان کی روح کو متضمن ہے اور جس پر اشک باراں اور برسنے والے بادل خوب برسے۔

لقد غيبت أثراءه جسم ماجد جليل إذا التفت عليه المجامع

اس قبر کی مٹی نے جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخص کے جسم کو چھپا لیا جس وقت اس کے پاس لوگ جمع ہوئے۔

لئن فجعتنا الحادثات بشخصه وهن بما حكمن فيه فواجع

اگرچہ ان کے کوچ کر جانے کی وجہ سے حوادث زمانہ نے ہمیں مصیبت زدہ کر دیا لیکن حوادث خود اپنے فیصلے میں حیران و پریشان ہیں۔

فأحكامه فينا بدور زواهر وآثاره فينا نجوم طوالع

پس ان کے احکام ہمارے درمیان گویا ماہ چہار دہم ہیں اور ان کے آثار درخشندہ ستارے۔

تم و الحمد للہ علی کل حال

و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و سلم کثیرا

HAYAT AL-ANBIYA

Prophets are Alive

Fabrications
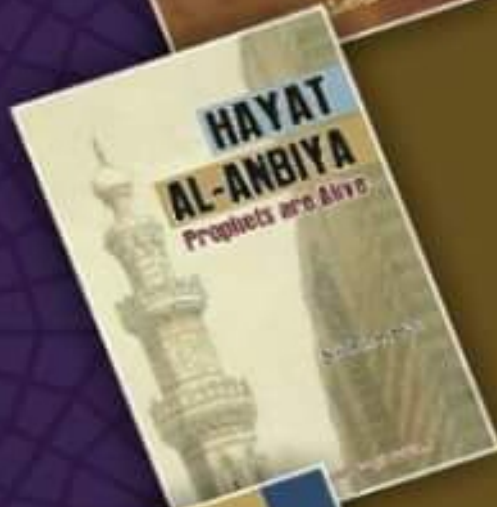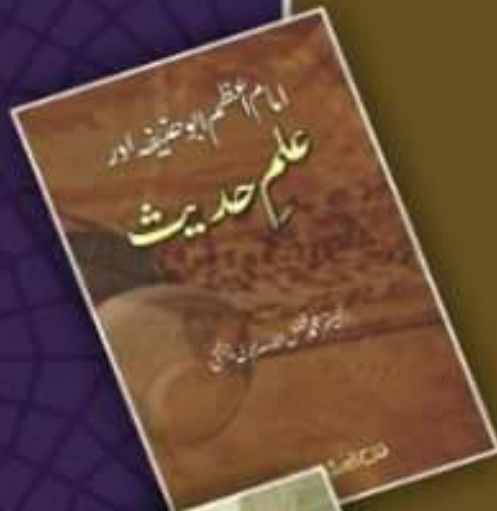
Published by :

Falaah Research Foundation

Marketed by :

Maktaba Imam Azam

425/2, Matia Mahal

Delhi - 110006

Ph:9958423551